# THE SENATE OF PAKISTAN DEBATES

*OFFICIAL REPORT*

*Tuesday, June, 14, 2011*
(71th Session)
Volume I No. 04
(Nos. 1-06)

## CONTENTS

Pages

-

1. Recitation from the Holy Quran................................................ 1
2. Presentation of Reports..........................................................
3. Further Discussion on the Nomination of Leader of the Opposition...
4. Points of Order
5. Further Discussion on the Nomination of Leader of the Opposition
6. Points of Order
7. Laying of Money Bill 2011.
8. Further Discussion on the Earlier points of Order and setting up special committee to examine the Security Situation at Karachi . ect…..
9. Further Discussions on the Annual Budget Statement..

Printed and Published by the Senate Secretariat Islamabad

Volume:I SP.I(04)/2011
No.4 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June, 14, 2011

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at four minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۛ وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ
تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ○ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

ترجمہ: تو کہہ دے اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اسے اللہ جانتا ہے اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اسے جانتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس دن ہر شخص موجود پائے گا اپنے سامنے اس نیکی کو جو اس نے کی تھی اور جو کچھ کہ اس نے برائی کی تھی اس دن چاہے گا کہ کاش درمیان اس کے اور درمیان اس کی برائی کے مسافت دور کی ہو اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔ کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ آل عمران آیات ۲۹ تا ۳۱)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کرنل مشہدی صاحب please move item No. 2.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, the Chairman, Committee on

Rules of Procedure and Privileges, to move that under Sub−Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Haji Mohammad Adeel on the alleged derogatory remarks made by Mr. Akram Sheikh, Advocate, Supreme Court of Pakistan, against the Parliamentarians, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under Sub−Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Haji Mohammad Adeel on the alleged derogatory remarks made by Mr. Akram Sheikh, Advocate, Supreme Court of Pakistan, against the Parliamentarians, be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Please move item No. 3.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, the Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges present report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Haji Mohammad Adeel on the alleged derogatory remarks made by Mr. Akram Sheikh, Advocate, Supreme Court of Pakistan, against the Parliamentarians, be condoned till today.

Mr. Chairman: The report stands presented. Bokhari Sahib, where is the Finance Minister.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Minister of Finance is coming.

یہ رپورٹ میں lay کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: Lay کر دیں۔ Please move item No. 4.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I beg to lay before the Senate the Securities and Exchange Commission of Pakistan Annual Report 2010, as required under

sub-Section (6) of Section 25 of the Securities and Exchange Commission of Pakistan Act, 1997 (Act No. XLII of 1997).

Mr. Chairman: Report stands laid. Item No. 6

بھی پہلے لے لیتے ہیں۔ 6 کو آپ lay کریں گے یا اس کے لیے wait کر لیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! تھوڑا wait کر لیں۔ اس میں ایک Sales Tax issue کا تھا whether it is the part of the Finance Bill or not.

جناب چیئرمین: 6 and 7 کے لیے wait کر لیتے ہیں۔

We wait for the Finance Minister. Item No. 5. Discussion on the motion moved by Dr. abdul Hafeez Sheikh, with regard to the Finance Bill, 2011 containing the Annual Budget Statement, under Article 73 of the Constitution.

کوئی پہلے تقریر کرنا چاہے گا۔ ایس ایم ظفر آپ کچھ فرمائیں گے۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: کس issue پر۔

جناب چیئرمین: بجٹ پر یا دوسرے issue پر۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: بجٹ پر تو آج بحث نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین: دوسرے issue پر آپ تھوڑی دیر بولنا چاہیں گے۔

سینیٹر ایس ایم ظفر: آپ جب کہیں گے۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, last time ......... cont....

T02-14JUN2011 FAHEEM/ ED Mohsin Zaidi 11:10 A.M. ER12

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, last time, it was decided when Raja Zafar-ul-Haq spoke about the situation that they are going to be arguing the Senate's particular dilemma/situation that has been faced. I am completely prepared to present my case on behalf of the Leader of the Opposition. I am still waiting but I don't

see them here. It will be unjust, unwarranted and unprecedented that the people who are making the case and they are requesting again and again and pointing towards the Chair and the Chair is so just and candid that it has given ample opportunity so that they can again represent their case, so that the Chair can revisit its own ruling which would be unprecedented in the parliamentary history. So, if they are not coming, at least, then I would desire that you need to give a new ruling whether we should start or we should wait for them or what should be our next step so, at least, to revisit the judgment or revisit the ruling, need to come from the Chair. Thank you sir.

جناب چیئرمین: رضا ربانی صاحب! جو سواتی صاحب نے فرمایا ہے اس پر آپ کا کیا view ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I think, it would be appropriate for the other side to be present because otherwise it would be a one sided question and since essentially they have asked for the revisit of the judgment.

Mr. Chairman: And I have very openly said that we will openly look into it and hear the arguments.

پھر جو بھی انصاف کے تقاضے ہوں گے ان کو پورا کیا جائے گا۔

Senator Mian Raza Rabbani: So, I would humbly request you, sir, that in chamber, if you could call them and persuade them to attend the sittings of the House so that we can commence arguments on your ruling.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، پھر wait کر لیتے ہیں۔ دوپہر کو ڈار صاحب اور حیدری صاحب کو بلا لیتے ہیں اور آپ بھی آجائیے گا۔ ٹھیک ہے سواتی صاحب wait کر لیتے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! معاملہ پہلے ہی بہت delay ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں اس کو ------

جناب چیئرمین: کوئی بات نہیں سواتی صاحب، پہلے بجٹ پر بات شروع کر لیتے ہیں۔ I want to proceed.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: We are also ready.

جناب چیئرمین: جیسے رضا ربانی صاحب نے تجویز دی ہے کہ افہام و تفہیم سے بات کرتے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میرا یہ خیال ہے کہ جو ہماری proceedings کا record ہے یہ کم از کم reflect کرے کہ اب یہ مسئلہ revisit کے لیے open ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل open ہے۔ یہ تو میں نے بہت مرتبہ کہا ہے کہ revisit کے لیے بالکل open ہے۔ I think this is very clear.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ہاؤس کا record اس چیز کو reflect کرے کہ ہم نے proceeding open کر لی ہے۔ میرے یہ remarks ہیں کہ میں بالکل تیار ہوں تمام کتابوں کے ساتھ، سارے precedents کے ساتھ، جتنی بھی parliament کی conventions ہیں اور اسی طرح میرے خیال میں ایس ایم ظفر صاحب بھی تیار ہیں۔

Mr. Chairman: The Chair is also ready to listen with an open mind. Yes, Ghafoor Haidri sahib.

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جب سے آپ نے Opposition Leader کا فیصلہ فرمایا ہے اس دن سے ہمارے کچھ دوست احتجاج پر ہیں اور نہ صرف یہ کہ وہ یہاں ہاؤس میں ہاؤس کے قواعد و ضوابط کو پھلانگ کر اپنی تسکین کے لیے کچھ کر رہے ہوتے ہیں، بلکہ اس فیصلے کی میڈیا پر اور چوراہوں پر دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ساتھ میں وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں، جیسے کہ کل آپ نے خود سنا جناب چیئرمین! کہ اگر آپ اپنے اس order کو suspend نہیں کریں گے تو ہمارے پاس دوسرے options بھی ہیں۔ وہ options کیا ہو سکتے ہیں؟ جلسے جلوس کے ہو سکتے ہیں، مظاہرے کے ہو سکتے ہیں یا سپریم کورٹ میں جانے کے ہو سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر آج آپ کے اس فیصلے کو وہ چوراہوں پر زیر بحث لائیں گے، جلسے اور مظاہرے کریں گے، سپریم کورٹ میں جائیں گے تو پھر آپ کے ہر فیصلے کا انجام اسی طرح ہو گا۔ آج وہ نہیں مان رہے ہیں، کل کوئی اور نہیں مانے گا۔ کہاں گئی پارلیمینٹ کی supremacy کہ یہ کہتے ہیں کہ جی Parliament کی قرارداد پر عملدرآمد ہونا چاہیئے۔ میں بھی کہتا ہوں کہ Parliament کی قرارداد پر عمل ہونا چاہیئے لیکن اس قرارداد کو بھی اس Parliament نے، اس ایوان نے پاس کیا ہے یا اس کے لیے اس وقت کے سپیکر نے ruling دی ہے اور آپ نے بھی فیصلہ کیا ہے اور ہر بات کو کورٹ میں لے

جانے کی بات کرتے ہیں مسلم لیگ (ن) والے۔ کیا سپریم کورٹ صرف مسلم لیگ (ن) کی خدمت کے لیے بیٹھی ہوئی ہے؟ کیا اسے اور کوئی کام نہیں ہے؟ کیا سپریم کورٹ کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ مسلم لیگ (ن) اسے dictate کرے اور اسی کے مطابق فیصلے صادر کرے؟ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سپریم کورٹ اس حوالے سے اگر کوئی action لیتی ہے تو پھر ہم بھی تحفظات رکھتے ہیں۔ یہ پارلیمینٹ کی بالادستی کی بات کرتے تھکتے نہیں ہیں اور جب پارلیمینٹ کی بالادستی کی بات آتی ہے، جب سینیٹ کا چیئرمین اگر ایک فیصلہ صادر کرتا ہے تو اس کو blackmail کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ جی ہم سپریم کورٹ جائیں گے۔ جناب چیئرمین! یہ ہے ان کا وطیرہ۔ اگر آپ ان کے حق میں فیصلہ کرتے تو وہ خاموش ہوتے اور آرام سے بیٹھے ہوتے اور اگر ہم اس پر احتجاج کرتے تو کہتے کہ دیکھیں جی بلاجواز احتجاج ہو رہا ہے۔ یہ تو چیئرمین نے فیصلہ دیا ہے، اکثریت کی بنیاد پر دیا ہے۔ پارٹی اکثریت کو دیکھ کر اس کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسلسل جمہوری عمل کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ آج ہمیں بجٹ پر بحث کرنا تھی۔ قوم کا مستقبل اس بجٹ سے وابستہ ہے۔ اس بجٹ پر Opposition کی رائے نہیں آ رہی ہے۔ مسلسل ہم اسی طرف لگے ہوئے ہیں۔ اپنی قوم اور اس کی اہمیت کو چھوڑ کر ہم جناب عالی ایک غیر ضروری مسئلے پر اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں بصد احترام عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر وہ واقعی اس میں سنجیدہ ہیں، آپ نے فیصلہ فرمایا تھا 15, 16, 17 تاریخوں کا، یہ اس وقت موجود تھے اور ان کی تائید سے اور ان کے اصرار پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا جیسا کہ میں گزارش کر چکا ہوں کہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ اس پر بحث ہو لیکن ہم نے آپ کا احترام کیا، سینیٹ کا احترام کیا اور ہم نے مان لیا۔ بعد میں وہ پھر مکر گئے۔ اس کے بعد پھر انہوں نے دباؤ ڈالا اور آپ نے مان لیا کہ 13 تاریخ سے آغاز کرتے ہیں۔ کل بھی آ کر انہوں نے کارروائی ڈال دی اور یہ شرائط پہلے بھی نہیں تھیں پھر کل یہ نئی شرائط کہاں سے آ گئیں-----(Followed by T03)-------

T03-14Jun-2011 Er-11 Time 11.20 Mahboob Khan/Ed. A. RAUF

مولانا عبدالغفور حیدری-----کل بھی آ کر انہوں نے کارروائی ڈال دی اور یہ شرائط پہلے بھی نہیں تھیں، کل یہ نئی شرائط کہاں سے آ گئیں۔ کون ہیں اس کے پیچھے، کون سی قوتیں ہیں؟ جناب چیئرمین! ہم جانتے ہیں، سیاسی کارکن ہیں۔ آج وہ اس سے بھی مکر گئے، کل چلے گئے، ابھی تک نہیں آ رہے۔ ہم تو نہیں چاہتے کہ اس پر بحث ہو لیکن اس کے باوجود آپ نے فرمایا ہے، اس کے لیے ہم تیار ہیں لیکن

اگروہ حاضر نہیں، موجود نہیں ہوتے تو پھر یہ آپ کی صوابدید ہے کہ آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسلسل اپنے عمل سے، اپنے کردار سے ثابت کر رہے ہیں، دعوے میں اور کردار میں تضاد سامنے آرہا ہے - پارلیمنٹ کی supremacy کو، سینیٹ کی بالادستی کو مسلسل چیلنج کرنا اور سینیٹ کے فیصلے کو اگروہ سپریم کورٹ لے جائیں گے تو پھر بے نقاب ہو جائیں گے کہ ان کے، وہ کہتے ہیں کہ ہاتھی کے دکھانے کے دانت اور، کھانے کے اور- تو یہ ساری چیز واضح ہو جائے گی کہ مسلم لیگ (ن) پارلیمنٹ کو، سینیٹ کو کس حد تک پاور میں دیکھنا چاہتی ہے اور آئین کیا کہتا ہے، آئین کے تقاضے کیا ہیں ؟

جناب چیئرمین: بس ٹھیک ہے- آپ کا بہت بہت شکریہ- آپ کا موقف آ گیا- مشہدی صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ؟

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب والا! میں تیس سیکنڈ لوں گا-

جناب چیئرمین: آپ ہمیشہ تیس سیکنڈ سے زیادہ وقت لیتے ہیں اور تیس سیکنڈ میں آپ کبھی اپنی تقریر ختم نہیں کرتے-

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب والا! میں چونکہ بولتا ہی عوام کے مسائل پر ہوں اور ہماری عوام بڑی دکھی ہے- پاکستان کی عوام بہت دکھی ہے- کل ہمارے کراچی میں پھر سے قتل عام ہوا، ہمیں کوئی گیارہ لاشیں اٹھانی پڑیں - جناب والا! ساری لاشیں ہماری اپنی ہوتی ہیں، پاکستانی کی لاش ہوتی ہے- جب کسی پاکستانی کی لاش زمین پر پڑی ہو تو خون کے آنسو نکلتے ہیں، وہ چاہے کسی بھی قوم کا ہو، کسی بھی پارٹی کا ہو، یہ immaterial ہے- دہشت گرد نہ کوئی مذہب جانتا ہے، نہ کوئی پارٹی جانتا ہے، نہ کوئی رنگ جانتا ہے، وہ تو دہشت گردی کر رہا ہے اور وہ کھلی کر رہا ہے- وہ اس لیے کر رہا ہے کہ ہماری پولیس بے بس نظر آتی ہے، ہماری رینجرز نظر نہیں آ رہی ، پولیس کوئی کام نہیں کر رہی ، Provincial Home Department کوئی کام نہیں کر رہا اور کراچی کی پوری عوام کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے اس کے بعد ہماری صنعت بند ہو رہی ہے، ہمارا ٹریڈ بند ہو رہا ہے، ہماری گورنمنٹ بند ہو رہی ہے اور ہماری ساری کی ساری کراچی کی عوام خوفزدہ ہو کر اپنے اپنے گھروں میں بیٹھی ہے- اس کو روکا جائے- دہشت گردوں کو پکڑا جائے خواہ وہ کوئی بھی ہوں-

اس کے علاوہ صرف میری پارٹی کے چھ کارکنوں کو کل علی گڑھ کالونی میں شہید کیا گیا- اب تک گزشتہ دو مہینوں میں میری پارٹی کے دو سو کارکنوں پر بے دردی سے تشدد کیا گیا اور پولیس اور رینجرز کچھ نہیں کر رہی- رحمٰن ملک صاحب آتے ہیں اور تقریر کر کے چلے جاتے ہیں، تسلیاں دے کر چلے جاتے ہیں، وہاں پر ہماری اپنی لاشیں پڑی ہوئی ہیں، کب تک ہم یہ لاشیں اٹھائیں گے؟ جب تک ہمیں یہ گارنٹی نہیں دی جاتی کہ وہاں پر یہ دہشت گردی بند کر دی جائے گی اور above the board, irrespective of کوئی بھی ہو، دہشت

گردوں کو پکڑا بھی جائے گا اور ان کو سزا تک بھی پہنچایا جائے گا۔ مجھے کوئی گارنٹی دے، رحمٰن ملک صاحب کی گارنٹی سے تو یہ حالت ہے کہ روزانہ وہی چیز ہو رہی ہے اور ابھی تک کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ ہمارے کارکنوں کے قاتل جب تک پکڑے نہیں جاتے تب تک میں اپنی پارٹی کے ساتھ walk out کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر ایم کیو ایم کے اراکین walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: لشکری رئیسانی صاحب۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: جناب والا! میں آپ کے توسط سے اس ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ کچھ عرصہ پہلے کوئٹہ خروٹ آباد میں ایک واقعہ پیش آیا تھا اور اس کے لیے ایک کمیشن تشکیل دیا گیا اور اس کی inquiry چل رہی ہے مگر کل رات دس بجے ڈاکٹر باقر شاہ، ان کے ساتھ علی مستوئی ڈاکٹر تھے اور ڈاکٹر امیر محمد گھچکی جو ڈاکٹر باقر شاہ صاحب کے میڈیکو افسر ہیں، ان کو city police station کا SHO نعمت اٹھا کر لے گیا ہے اور ان پر تشدد کیا گیا ہے، ان کو دو، تین گھنٹے تھانے میں رکھ کر ان کی بے عزتی کی گئی ہے اور اس کے بعد چھوڑا گیا ہے تو میں آپ کے توسط سے پریس کو اور اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو inquiry commission قائم ہوا ہے اس کو روکنے کے لیے کوئٹہ پولیس تشدد بھی کر رہی ہے اور کمیشن کا راستہ بھی روک رہی ہے۔ جناب والا! رحمٰن ملک صاحب یہاں آ کر دھمکیاں تو ہم سب کو دیتے ہیں کہ ہمارے دوست ایسا کر رہے ہیں، فلاں کر رہے ہیں مگر ان کی جو ذمہ داری ہے اس کو نبھائیں اور Inspector General Police Quetta کو direct کریں کہ جن پولیس افسروں نے پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر باقر شاہ کے ساتھ زیادتی کی ہے، اس کو تشدد کا نشانہ بنایا ہے، ان کو suspend کریں تاکہ جو انکوائری ہو رہی ہے اس کے راستے میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ زاہد صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر میر جان محمد خان جمالی: جناب والا! سینیٹ بھی ان کا ہے، صوبہ بھی ان کا ہے، حالات بھی ان کے ہیں، لینے بھی ہم جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: میر صاحب! بہت، بہت مہربانی۔ زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک اہم موضوع کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ Indus Herald ایک رسالہ ہے جو کراچی سے شائع ہوتا ہے۔ اس رسالے میں ایک رپورٹ چھپی ہوئی ہے جو ولی خان بابر کے متعلق ہے اور اس میں a to z جو کچھ اس کا قتل ہوا ہے، جس طریقے سے ہوا ہے، پلاننگ کس طریقے سے کی گئی ہے اور اس کے لیے کہاں سے اجازت لی گئی ہے اور پھر کون سے مقام پر جا کر اس کو قتل کیا گیا اور 'جیو' کے اندر جو ورکرز ہیں ان کے کہنے پر ان کے خلاف ایکشن لیا گیا اور اس کو مارا گیا۔ اب جو بھی ملزمان ہیں، ان کا پتا بھی ہے، وہ موجود بھی ہیں اور اس کے باوجود کہ ذوالفقار علی مرزا نے ان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تو اس کو بھی ہٹا دیا گیا۔ اب یہ صورت حال ہے اور جس مسئلے پر ہم نے تین، چار دن برباد کیے تھے، وہ بھی ایک صحافی تھا جس کو اغواء کیا جا رہا تھا اور وہ روزنامہ 'امت' کا تھا اور اس کو مارا اور رات دو بجے اس کو اغواء کیا جا رہا تھا کہ ہمارے کارکنوں نے اس کو جا کر چھڑایا۔ میں آج floor of the House پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس صحافی کے لیے اور ایڈیٹر کے لیے بھی خطرہ ہے۔ ہم نے رحمٰن ملک صاحب کو کہا ہے کہ آپ ان لوگوں کو security provide کر دیں۔ رحمٰن ملک کو چاہیے کہ یہاں آ کر اس کا جواب ہمیں دے دے۔ یہ رسالہ میں آپ کو بھی دیتا ہوں اور ان کو بھی دیتا ہوں۔ یہ میں نے نہیں لکھا اور نہ میری پارٹی نے لکھا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ابھی تک ولی خان بابر کے قاتلوں کی گرفتاری کیوں نہیں کی جا رہی۔ ولی خان بابر کو جس بہیمانہ طریقے سے قتل کیا گیا، جس کے لیے اجازت لی گئی، جس کے لیے جو گیا اس کو مارا اور آج ہم خاموش ہیں، میڈیا سے بھی مجھے شکایت ہے کہ میڈیا کیوں خاموش ہے، کیا 'جیو' والے کسی کے غلام ہیں یا 'جیو' والے جو آزادی کی بات کرتے ہیں، اب اس مسئلے کے لیے کیوں آواز نہیں اٹھاتے کہ جو لوگ اس میں ملوث ہیں، جنہوں نے اس کو مارا ہے اگر ان کو گرفتار نہ کیا گیا، ان کو سزا نہ ملی تو پھر کراچی کے حالات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ آج رحمٰن ملک صاحب آ جائیں، یہ رسالے کی کاپی میں آپ کو دیتا ہوں، اس کا وہ ہمیں جواب دیں اور ہمیں بتائیں کہ ابھی تک ان ملزمان کو کیوں گرفتار نہیں کیا گیا اور اگر ان کو گرفتار نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کی black mailing میں آتے ہیں یا کسی سے مصالحت کرتے ہیں لیکن کسی کی جان کا تحفظ نہ کرنا، معصوم لوگ جو روز مر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! آپ کا موقف آ گیا، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ثریا صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب والا! میں ایک چھوٹے سے مسئلے پر آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ جب ہم پارلیمنٹ کے لاجز کے گیٹ سے نکلتے ہیں تو بائیں ہاتھ کو جو راستا جاتا ہے اس کو بند کر دیا گیا ہے تو اس کی وجہ سے جو ڈرائیورز ہیں، ہماری ماسیاں ہیں، کام کرنے

والیاں آتی ہیں تو وہ ایک، ڈیڑھ میل پیدل چل کر آتی ہیں، آگے رمضان شریف آرہا ہے اور اتنی شدید گرمی ہے تو میں یہ چاہتی ہوں کہ جن کے پاس پاس ہوں ان کے لیے اس راستے کو کھولا جائے تا کہ ڈرائیوروں، ماسیوں اور غریب غربا کو پریشانی نہ ہو۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ Security کے لیے اس مسئلے کو ذرا دیکھنا پڑے گا۔ بخاری صاحب! اس مسئلے میں آپ کا کیا view ہے؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! بلاشبہ سینیٹر مشہدی صاحب نے جس issue پر بات کی ہے اور زاہد خان صاحب نے بھی بات کی ہے، یہ جو concerns show کیے گئے ہیں they will be conveyed to the Provincial Government.

آگے ٹی ۴

Azhar/Sial ur1 t04−14jun2011

جناب چیئرمین: صوبائی حکومت کو convey کریں کہ وہ ان پر action لے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: بالکل جناب! and we will ask the report from them and I will convey to the Interior Minister also کہ اس کو دیکھا جائے کہ آئے دن وہاں پر دہشت گردی ہو رہی ہے۔ اس کا کوئی سد باب ہونا چاہیے اور اس کے لیے ہم جو بھی efforts کر سکتے ہیں .we will certainly do those efforts

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی میاں رضا ربانی صاحب۔ غلام علی صاحب! رضا ربانی صاحب کے بعد آپ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کی ان سے دوستی بھی ہے، اس لیے میں نے ان کو پہلے موقع دے دیا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں آپ کے توسط سے، ایوان کے ریکارڈ کے لیے ایک چیز آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ چونکہ آج کل ایک طویل اور بہت لمبی بحث اس بات پر چھڑی ہوئی ہے کہ ملک کی موجودہ اندرونی اور بیرونی صورت حال اور اس میں موجود conflict on terrorism کی وجہ سے جو صورت حال بن رہی ہے، اس میں کیا اقدامات کرنے چاہئیں۔ بہت سی جماعتوں اور بہت سے political leaders نے دھرنے بھی دیے اور انہوں نے دیگر باتیں بھی کیں، لیکن میں یہ سمجھتا

ہوں کہ اس وقت ایک counter–narrative کی ضرورت ہے۔ جب تک وہ counter–narrative ایک national level پر نہیں آئے گا، اس وقت تک اس صورت حال سے نبٹنا مشکل ہو گا اور اسی لیے آج ہم اپنی سوسائٹی کی brutalization بھی دیکھ رہے ہیں، جو آپ کے سامنے مختلف ایجنسیز کے ایکشن کے نتیجے میں سامنے آ رہی ہے۔ لہذا میں نے ایک ادنیٰ کوشش کی ہے۔ میں نے ایک کھلا خط پاکستان کے غریب اور محنت کش عوام کے نام لکھا ہے۔ اس میں میرے مطابق counter–narrative کے چند broad خدو خال ہو سکتے ہیں، میں نے کوشش کی ہے کہ ان کو identify کروں اور میری گزارش یہ ہے کہ اس پر میں سمجھتا ہوں کہ وہ مکمل نہیں ہے لیکن یہ ایک roadmap ہے، guidelines ہیں۔ کچھ points to ponder ہیں، جن پر ایک قومی بحث کو جنم لینا چاہیے اور اس قومی بحث کے نتیجے میں counter–narrative terrorism کے لیے سامنے آنا چاہیے۔ چونکہ میں نے وہ خط پڑھنا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں وہ خط پڑھ لوں۔

Mr. Chairman: Would you like to read out the whole of the letter.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it is not very long, I will just take four to five minutes.

Mr. Chairman: Right, not more than five minutes like Mr. Mushhadi *sahib*.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, at this stage it would tantamount to intellectual dishonesty. I would also like through you to thank Senator Afrasiab Khattak with whom I consulted and who has gone through this letter. He has helped and guided me in preparing it. Sir, it is an open letter in the name of the people of Pakistan.

This letter is of a concerned Pakistani who is seeing the state and its constitutional structure rendered helpless at the hands of terrorism. It has brought into question the writ of the state. It has brought into question the ability of the civilian government to protect the State and its citizens. It has brought into

question the credibility and operational capacity of our State organizations responsible for national security.

It has generated a feeling of helplessness and despair in the people on the overall situation but in particular in the state and its institutions. Will we all allow the rot to continue or shall we stand up as a nation united? I believe, which is substantiated by history that the people of the Third World, particularly Pakistan, are not resigned to this fate. We shall fight and we shall surmount.

The agents of terror are operating under a philosophy and thesis; this requires a counter-narrative, as military action alone will not suffice. Their philosophy needs to be countered on a national level; the counter-narrative has to have roots in Pakistani culture, literature, folklore and civil society. We as a nation need to shun self-pity and a victim mindset. The nation must rise to protect its sovereignty, values and culture.

In today's Pakistan, we have reacted through verbal rhetoric, limited display of street power and parliamentary resolutions but to no avail. They all are actions in isolation, lacking ownership of the citizens of Pakistan. It requires a Pakistani narrative in which the people feel they are fighting to protect their values, security and sovereignty.

This requires an integrated national response which is based on national strategic interests, devoid of the state of denial. The nation as a whole and the institutions of the state in particular must have the moral courage to admit their shortfalls and the political and military establishments must take the people into confidence. The salvation of the nation shall emerge as a consequence of this.

We the ordinary citizens love the federal State of Pakistan. This is our only abort. We are now at the cross roads of history where all roads but one lead to destruction. We the people now demand a centralized focus on national security to save the State.

To surmount a roadmap is required, below are a few points to generate a national debate on that policy. The following amongst other points may be considered to form a national strategy to combat internal and external terrorism;

1. Identify Pakistan's national interests.

i) Maintain Pakistan's territorial integrity;

ii) Safeguard Pakistan's nuclear assets;

iii) Prepare a national socio-economic agenda;

iv) Reprioritize resource allocation and invest in the people;

v) Redefine regional and international relationships;

vi) Formulate a clear policy on Afghanistan. (Contd.)

T05-14JUN11 ZAFAR/Ed. Rauf UR6 1140 AM

Raza Rabbani….

2. Develop a national counter insurgency strategy with all the stakeholders on board.

3. Identify commonality of approach with the West in the conflict on terror.

4. Clearly state the rules of engagements with international forces in the conflict on terror.

5. Move out of the state of denial, accept, reality as it stands on the ground and refrain from cover ups.

6. Implement Parliamentary Resolutions and their Recommendations.

7. A more pronounced role for Parliament in policy formulation;

i) Hearings before the Parliamentary Committee on National Security and Defence Committees of both Houses, on policy and briefings on meeting of military and political leadership with visitors from abroad.

8. Introducing the concept of Parliamentary accountability and ensuring Parliament's supremacy.

9. Enactment of the NECTA Bill.

10. Amend the Anti Terrorist Act, 1997, particularly for the affected areas.

11. Take concrete steps to shun the impression of a clash between various Institutions of the State.

12. Identify, if any, internal and external terrorist groups, and not to allow the soil of Pakistan for the support of terrorism.

13. The Government can initiate the following amongst other steps;

i) The Prime Minister calls meeting of various Ulemas.

ii) The Prime Minister calls meeting of all CMs, Chief Secretaries, IGPs, DG (ISI), DG (MI) and DG (IB), to build coordination in the effort against internal terrorism.

iii) The ban on proscribed organizations be strictly implemented.

iv) Cell to be established at the federal level to coordinate information between the ISI, MI, IB and the provincial police and to meet at least twice a week.

v) Mass mobilization against internal terrorism in the form of rallies/political support.

vi) The Government needs to take the media, editors and anchors into confidence.

vii) The Government needs to take various civil society organizations into confidence.

viii) SHOs to be held responsible for any act of terrorism in their area.

The CID at the thana level needs to be revived.

ix) Cell at the District level of the police, ISI, MI, IB to share information with the federal cell formed above.

x) Foreign office be asked to take up a massive press offensive in the foreign media.

xi) Foreign Office to brief diplomats in Islamabad on the various steps being taken by the Government on a regular basis.

xii) Foreign Office to brief foreign capitals on the same steps.

xiii) The Prime Minister to call a meeting of the DCC alongwith the Chief Ministers.

xiv) The Prime Minister to take the political leadership into confidence.

xv) Build high security prisons for terrorists.

(Senators of MQM came back in the House)

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! in the end.

xvi) The writers, intellectuals, poets, columnists, painters, artists, musicians, artisans and folklorists should come forward and take part in building the counter narrative. All cultural, literary, educational institutions will have to play their role to combat terrorism. Unfortunately, during the past few years we have overlooked the role of literary and cultural organizations and have failed to learn a lesson from history. In China, Russia and other third world countries these institutions have been in the vanguard of national struggles, which indeed this is.

I am aware, that the above recommendations are not complete nor may be comprehensive enough but the actual intent is to provide a working paper to the nation to begin a national debate for the formulation of a counter narrative in which the State, its

institutions and the citizenry struggle shoulder to shoulder and march collectively towards progress which is Pakistan's destiny

Thank you sir.

Mr. Chairman: Thank you Mian *Sahib*.

Senator Azam Khan Swati: Mr. Chairman! with great reverence, humility and respect I would like to say that this is not only the voice of honourable Raza Rabbani but this is the voice of 170 million people of Pakistan. I really appreciate both the honourable members for putting up the wonderful statement which is basically the index of our future. I think we all need to give our share of help and seeing the situation to stabilize our country because this is the only country that we have and this is the only country that is very dear to us. On behalf of JUI I really appreciate such a commendable work and thinking and a master piece has been developed by honourable Raza Rabbani and Afrasiab Khatak also. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Haji Ghulam Ali *Sahib*.

سینیٹر حاجی غلام علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! بہت شکریہ۔ میرے تین points ہیں۔ جناب چیئرمین! میرا پہلا point یہ ہے کہ کراچی اور خروٹ آباد میں ہونے والے پچھلے ہفتوں کے واقعات پر اس ایوان میں بحث کی گئی اور آپ نے ruling دی کہ وزیر داخلہ صاحب یہاں آکر اس بارے میں ایوان کو اعتماد میں لیں۔ جناب چیئرمین! وزیر داخلہ صاحب نے کل جو باتیں کیں، جس انداز میں کیں، آپ نے سنیں۔ ہمارا خیال تھا کہ آپ اس کا notice لیں گے لیکن آپ نے نہیں لیا۔ ان کی تقریر میرے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین: کس کی تقریر ہے۔

سینیٹر حاجی غلام علی: وزیر داخلہ کی۔ انہوں نے کل جس انداز اور جس للکار سے اس ایوان کو دبانے کی کوشش کی، میں اس کی مذمت کرتا ہوں اور ان کی یہ تقریر میرے پاس ہے، میں پڑھ کر سناتا ہوں۔

''میں نے زندگی میں سیکھا ہے کہ دوستوں کی عزت کی جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ دوست میری بھی عزت کریں گے ورنہ مجھے بہت اچھی طرح آتی ہے۔ foul language بول سکتا ہوں بڑی ٹھیک ٹھاک بول سکتا ہوں اور میں تو ایک ایسے profession میں رہا ہوں جو سب سے پہلے یہی سکھاتا ہے کہ لوگوں کو ٹھیک کرو''

اگر وزیر داخلہ کا یہ بیان ہو تو پھر رینجر کے سپاہی ماریں گے نہیں تو اور کیا کریں گے؟ یہ خود کہہ رہے ہیں کہ میں جس profession میں رہا ہوں، یہ ان کی اپنی تقریر ہے کہ مجھے وہی سکھایا جاتا ہے۔ جب آپ کو یہ سکھایا جاتا ہے---

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I want to interrupt that he is not present in the House.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: Rules یہی کہتے ہیں۔ ان کے اعتراضات تقریر پر ہیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن گزارش ہے کہ let him come in the House, so he can defend himself.

سینیٹر حاجی غلام علی: میں Leader of the House کا احترام کرتا ہوں۔ میں اگر جھوٹ کہہ رہا ہوں تو جناب! یہ ان کی تقریر ہے---

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! بات جھوٹ کی نہیں ہے، ان کو opportunity دیں کہ وہ اس بات کا جواب دیں۔

جناب چیئرمین: ان کو بلا لیجیے۔ حاجی صاحب، ایک منٹ۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: ان کو آنے دیں تا کہ وہ آپ کی باتوں کا جواب دے سکیں۔ Rules بھی یہی کہتے ہیں۔

سینیٹر حاجی غلام علی: اس پر چیئرمین صاحب کو action لینا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ حاجی صاحب، آپ جب شروع ہوتے ہیں تو کسی کی نہیں سنتے۔

سینیٹر حاجی غلام علی: کس طرح شروع نہیں ہوں؟

جناب چیئرمین: سنیں توسہی۔

سینیٹر حاجی غلام علی: سرفراز کو گولی مارتے ہو، جب میں دو سو لوگوں کا وفد لے کر تاجکستان گیا۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: I am not going to call him now because…. Let him come to the House and respond.

ان کی absence میں بات ہو رہی ہے، میں یہ request کر رہا ہوں کہ ان کو آنے دیں پھر آپ بات کریں۔ آپ مجھے کہہ رہے ہیں call him.

جناب چیئرمین: ذرا تحمل مزاجی سے بات کریں۔ جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب! یہ باتیں تو وہ کل کہہ چکے ہیں، وہ آئیں گے تو ان کا جواب دیں گے

جناب چیئرمین: وہ کوئی اور بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: لیکن اب Leader of the House کس طرح ان کو منع کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ان کو منع نہیں کر رہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: آپ rules پڑھیں۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: ہم rules پڑھ چکے ہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: آپ criticism نہیں کر سکتے۔ Rules کے مطابق وہ شخص یہاں House میں موجود ہو تو آپ ضرور بات کریں۔ میں آپ کو نہیں روکتا۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: آپ ان کو House میں لائیں۔

**سینیٹر سید نیر حسین بخاری:** بات سنیں، میں نے یہ ہی عرض کی ہے کہ ان کو آنے دیں، ان کی موجودگی میں بات کریں۔

(مداخلت)

**جناب چیئرمین:** حاجی صاحب، ان کو آنے دیں۔

**سینیٹر حاجی غلام علی:** یہاں ایوان میں کراچی کے حالات پر بات بھی ہوتی ہے اور walk out بھی ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کراچی میں target killing اور ان چیزوں کو روکنا حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن میرے ANP کے بھائی ہر روز یہاں پر کراچی میں target killing کی بات کرتے ہیں اور آج بھی کی ہے تو کیا ان کو خیبر پختونخوا میں نظر نہیں آتا؟ خیبر پختونخوا میں اوروں کے ساتھ ان کے اپنے لوگ بھی مر رہے ہیں لیکن انہوں نے ایک دن بھی اس ایوان میں احتجاج نہیں کیا کہ صوبائی حکومت ناکام ہو گئی ہے۔ ان کے حجروں میں جا کر لوگوں کو مارا جاتا ہے لیکن انہوں نے ایک مرتبہ بھی نہیں کہا کہ وہاں پر ہماری صوبائی حکومت ناکام ہو گئی ہے۔ ہم سب لوگ کراچی والوں کی بات کریں گے۔ خدا کے لیے خیبر پختونخوا کی بات بھی کریں۔ ہر روز سینکڑوں لوگ مر رہے ہیں، ہر روز بچے اور آپ کے لوگ مر رہے ہیں۔ آپ کے عہدہ داروں کو ان کے حجروں میں قتل کر رہے ہیں اور اگر یہ بات کراچی میں ہوتی تو پتا نہیں آپ آسمان سر پر اٹھا لیتے کہ کیا کرتے۔ اس لیے خدا کے واسطے، اس ملک کے لوگوں کو اور خاص طور پر خیبر پختونخوا کے پختونوں کو آپ نے کس کے رحم و کرم پر چھوڑا ہے؟ اس لیے اس پر بھی بات ہونی چاہیے۔

دوسرا Leader of the Opposition کا مسئلہ ہے۔ نواز شریف صاحب کا دو دن پہلے بیان تھا۔ انہوں نے بہت اچھے انداز میں کہا کہ ہر ادارے کو اپنا کام کرنے دیا جائے۔ کوئی ادارہ دوسرے ادارے میں مداخلت نہ کرے۔ میں اس ایوان کی وساطت سے مسلم لیگ (ن) سے پوچھتا ہوں کہ آپ تو اداروں کو تباہ کرنے کے درپے ہیں۔ آج سے پانچ، آٹھ ماہ پہلے آپ نے یہ بات کی تھی کہ مسلم لیگ (ق) دوزخ کی نشانی ہے اور اس سے ہاتھ مت ملاؤ۔ آج تو ان کے منحرف لوگوں کو جنت کی مخلوق قرار دے کر اپنے کاندھوں پر پھرا رہے ہیں اور جب تک آپ منافقت کی سیاست ختم نہیں کریں گے----جاری---

جاری-----------سینیٹر حاجی غلام علی----

آپ جب تک منافقت کی سیاست ختم نہیں کریں گے اور آپ جب تک اس ملک میں horse trading کی سیاست اور لعنت کو ختم نہیں کریں گے اس وقت تک پاکستان کے عوام آپ کا یہ چہرہ ہمیشہ دیکھتے رہیں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ پہلے بھی horse trading سے آئے، پھر horse trading سے آئے اور پنجاب کی حکومت بھی horse trading سے بنی ہے۔ کل کہتے ہیں کہ ہم Supreme Court جائیں گے، میرے محترم میں اس ایوان کی وساطت سے مسلم لیگ (ن) کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ہر جگہ Supreme Court کو اپنی جیب میں نہ پھرائیں، Supreme Court 18 کروڑ عوام اور پاکستان کی court ہے۔ Supreme Court نے ایک جرات مندانہ فیصلہ کیا ہے، Supreme Court اور عدالتیں آزاد ہو چکی ہیں اور جنہوں نے PCO کے تحت حلف لیا، انہوں نے ان ججوں کو بھی نہیں چھوڑا تو آپ کس منہ سے جائیں گے کہ جناب Chief Justice صاحب! ہم آئے ہوئے ہیں اور مسلم لیگ (ق) کے جو لوگ لوٹے بن چکے ہیں، Speaker کو ہدایت دی جائے کہ ہمیں ان کے vote دے دیں۔ کیا Supreme Court آپ کو یہ اجازت دے دے گی؟ اگر یہ اجازت دے گی تو پھر کیا ان کا اس سے بڑا گناہ تھا جنہوں نے PCO کے تحت oath لیا تھا؟ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اگر نواز شریف اپنے بیان اور قول و فعل میں تضاد نہیں رکھتے اور وہ جو کہتے ہیں--- میں اس کی بھی حمایت کرتا ہوں کہ ہر ادارے کو اپنا کام کرنا چاہیے تو مسلم لیگ (ن) سیاسی مسئلے کو اس سیاسی پارلیمنٹ میں حل کرنے کی کوشش کرے۔ خدارا! عدالتوں کو سیاسی مسئلوں میں نہ گھسیٹا جائے تاکہ جو راہوں میں اس کے حق میں یا اس کے خلاف بات نہ ہو، اس لیے میری request ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ وہ آج موجود نہیں ہیں، ہمارے چیئرمین صاحب کے ساتھ جتنے اجلاس ہوئے ہیں، انہوں نے ہر اجلاس میں اس پر اتفاق کیا ہے کہ ہم کل سے یہ بات شروع کریں گے، کل یہ بات اس طرح ہو گی لیکن جب باہر نکل آتے ہیں تو پھر نہیں مانتے۔ آج پھر رضا ربانی صاحب کی تجویز تھی کہ ان کو پھر بلاؤ، خدا کے لیے tape رکھو تاکہ کل پھر منکر نہ ہو جائیں، انہوں نے اتنی چیخیں ماریں کہ اس بحث کو 14 تاریخ کو شروع کریں، جب 14 تاریخ آئی تو پھر walk out کر گئے، 15 ہو گی تو پھر walk out ہو گا۔ اس لیے کہہ رہے ہیں، برملا کہہ رہے ہیں، سب کے سامنے کہہ رہے ہیں کہ Supreme Court ہمارے ہاتھ میں ہے، یہ غلط تاثر مت دیا جائے، سیاسی جماعتوں کے درمیان اس طرح نفرتیں پھیلانی بند کر دی جائیں۔ Supreme Court 18 کروڑ عوام کی ہے اور ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ انشاء اللہ انہوں نے جس طرح فیصلے صادر فرمائے ہیں، حکومت کے خلاف اور اداروں کے خلاف بھی صادر فرمائے ہیں۔

--خدارا! مسلم لیگ (ن) سے میری یہ request اور اپیل ہو گی کہ Supreme Court کو اپنی جیب میں لے کر سڑکوں پر نہ گھومیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** سینیٹر فرح عاقل شاہ صاحبہ۔ باری باری کرتے ہیں، ایک ادھر سے اور ایک ادھر سے ہو گا۔ اچھا! یہ تقریر کا issue نہیں ہے، کوئی incident ہے، میڈم ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ جی، بابر غوری صاحب۔

**سینیٹر فرح عاقل:** جناب! آپ نے مجھے floor دیا ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** کوئی incident ہو گیا، اگر آپ وہ incident سنیں گی تو آپ خود قائل ہو جائیں گی۔ جی، بابر غوری صاحب۔

**سینیٹر بابر خان غوری:** جناب! مسئلہ یہ ہے کہ ہم ایک طرف یہاں پر دعوے کرتے ہیں کہ ہم دہشت گردی ختم کریں گے، ہم House in order کریں گے۔ ایک صحافی جمال ترکئی جس نے کوئٹہ میں reporting کی، کل اس کو police والوں نے تشدد کا نشانہ بنایا ہے جس کی متحدہ قومی موومنٹ شدید مذمت کرتی ہے بلکہ پورا ایوان اس کی مذمت کرتا ہے، ان کے خلاف بھرپور کارروائی کی جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خروٹ آباد میں جس طرح بے گناہ لوگوں کو مارا گیا، ان کو قتل کیا گیا، ان کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی جبکہ تمام اداروں اور تمام political لوگوں کی طرف سے یہ کہا گیا کہ FC کے ان اہلکاروں کو معطل کیا جائے، ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ چونکہ کارروائی نہیں ہوئی، اس لیے ان کے حوصلے اتنے بلند ہوئے کہ police surgeon جس نے postmortem کر کے ایک صحیح report دی تھی، اس کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اس کی پورا House مذمت کرتا ہے اور یہ گزارش کرتا ہے کہ صحافی جمال ترکئی درکئی اور police surgeon کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔ اس پر لاٹ صاحب بھی کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** شکریہ جی۔ سینیٹر مولا بخش چانڈیو صاحب۔ لاٹ صاحب! آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں، یہ incident ہوا ہے یا containing incident ہے، آپ اسی سلسلے میں بات کریں گے، آپ briefly points raise کریں کیونکہ مولا بخش صاحب ادھر موجود ہیں۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: ہمارے ملک میں چند دنوں میں اس قسم کے واقعات ہوئے، ہمیں ان کا شدید افسوس ہے۔ پہلے خروٹ آباد کا واقعہ ہوا اور اس کے بعد police surgeon اور ایک private channel کا صحافی جس نے اس کی film بنائی تھی، ان پر کل رات کو تشدد کیا گیا، آج صبح ایک private channel کے صحافی کو اٹھایا گیا، اس پر police نے تشدد کیا۔ میں اس ایوان کے حوالے سے بھر پور احتجاج کرتا ہوں اور ساتھ ہی ایک request کرتا ہوں کہ وہاں کی Government کو چاہیے کہ وہ police کے IG کو strictly instructions دیں تا کہ اس قسم کے واقعات نہ ہوں۔ ہمارے ملک میں جس قسم کے حالات بنائے جا رہے ہیں، ان کو control کیا جائے، اگر ہم ان کو اس stage پر control نہیں کریں گے تو آگے چل کر یہ حالات بے قابو ہو جائیں گے اور ان کو سنبھالنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ مشہدی صاحب! اسی point پر بات کریں گے،اس کے بعد پھر مولا بخش چانڈیو صاحب سے پوچھتے ہیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: اسی point پر بات کروں گا۔

Thank you sir, the honourable Chairman Senate, your Chair has given a ruling that ہمارے صحافی بھائی جنہوں نے film بنائی تھی اور کوئٹہ کے incident کو cover کیا تھا، ان کو protection دی جائے that ruling is from the Upper House of the Parliament. The honour, dignity and prestige of the House is being challenged by a teddy, baddy, tricky, witty police officer اور یہ IG وغیرہ، DIGs اور FC کے officers اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟ یہ order of the Senate of Pakistan کو کیسے violate کر رہے ہیں، وہ Parliament سے کیسے ٹکر لے رہے ہیں؟ آج Parliament ان کو دکھا دے کہ یہ ٹکر نہیں لے سکتے۔ جب ایک order Parliament نے دیا ہے، جب Chairman of the Senate نے order دیا ہے تو ان کا کام ہے کہ instant obedience کریں۔ Not only یہ ایک صحافی بلکہ سارے صحافیوں کو protection دی جائے، سب صحافیوں کو خطرہ ہے، سب صحافی جو اتنی دلیری سے پاکستان کے عوام کی خدمت کر رہے ہیں، ان کے پیچھے law enforcing agencies پڑی ہوئی ہیں، intelligence والے پڑے ہوئے ہیں اور یہ police والے پڑے ہوئے ہیں۔ آج کے بعد کسی صحافی کو خطرہ ہو تو اس province کے IG, DG Rangers اور اس area کے

SHO and SSP اسی وقت suspend ہونے چاہییں اور ان کے خلاف disciplinary action لیا جائے اور صحافیوں کو protect کیا جائے۔ اگر صحافیوں کو protect نہیں کر سکتے تو ہم اپنی قوم کا وقار کھو رہے ہیں، ہم شرم سے پوری دنیا میں ڈوب رہے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ صرف تقریریں نہ کریں، ادھر ہمیں یہ نہ کہیں کہ تسلی رکھو، میں یہ کر دوں گا، میں وہ کر دوں گا، کچھ کر کے دکھا دیں۔
Thank you Mr. Chairman.

(اس موقع پر صحافی press gallery سے walk out کر گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: افراسیاب خٹک صاحب اور ان کے بعد اعظم سواتی بات کریں گے۔ صحافی بھی walk out کر گئے ہیں۔ افراسیاب صاحب! جا کر صحافیوں کو واپس لے آئیں، Leader of the House and Leader of the Opposition ایک team بھیجیں اور صحافیوں کو واپس لے آئیں کیونکہ وہ walk out کر گئے ہیں۔ اعظم سواتی صاحب! آپ جائیں ذرا تکلیف کریں اور ایک دوست لاٹ صاحب چلے جائیں۔ افراسیاب صاحب! دو ساتھی جاتے ہیں، صحافیوں کو لے آتے ہیں، اسی سلسلے میں آپ کا point of order ہے۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: جی نہیں، میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا پھر ایک منٹ ٹھہر جائیں۔ میڈم فرح عاقل صاحبہ سے کہتے ہیں کہ بات کریں کیونکہ میں ان کو floor دے چکا تھا۔ اعظم سواتی صاحب! ولی بادینی صاحب کو دھیان سے گلے لگائیں، میرا خیال ہے کہ انہوں نے دل کا کچھ کرایا ہوا ہے۔ جی میڈم۔

سینیٹر فرح عاقل: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب! میرا point اس سے related نہیں ہے، میری ایک الگ بات ہے جو میں کرنا چاہ رہی ہوں جو میرے خیال میں اپنی جگہ بہت اہم ہے۔ جناب! آج کل ہمارے channels پر programmes آرہے ہیں، میں تو حیران ہوں کہ PEMRA کہاں سوئی ہے۔ اس وقت کیا code of conduct بنایا جارہا ہے کہ اس کے تحت باقاعدہ کام کرنا ہے۔ جو اس کی incharge authorities ہیں، وہ کیوں سوئی ہوئی ہیں۔ Hum channel پر ایسے programmes آرہے ہیں جن میں لڑکیوں نے ایسے لباس پہنے ہوئے ہیں جو کسی طریقے سے نہ ہماری ثقافت کو represent کرتے ہیں نہ ہماری اسلامی اقدار کو

represent کرتے ہیں۔ میں یہ سوچ رہی ہوں کہ ان کا notice کیوں نہیں لیا جا رہا اور channels پر اس قسم کے programmes کو allow کیا جا رہا ہے جو ہماری ثقافت سے مطابقت نہیں رکھتے۔ان کو فوری طور پر بند ہو جانا چاہیے۔

(اس موقع پر desks بجائے گئے)

سینیٹر فرح عاقل: جناب! ایک طرف مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف توہمات اور دوسری باتوں میں پڑتے ہیں۔ ہر دوسرے channel پر، اور آپ نے بھی note کیا ہو گا کہ ایسے ہی کسی کو بٹھا دیا جاتا ہے جو لوگوں کو فالیں نکال نکال کر بتا رہا ہوتا ہے کہ آپ کو کیا کرنا چاہیے اور آپ کو کیا نہیں کرنا چاہیے اور آپ کا کیا future ہو گا اور آپ کی شادی کیوں نہیں ہو رہی اور کب ہو گی اور کونسا جادو ہے۔آپ یقین کریں کہ میں shocked ہو گئی کہ کالا جادو کرنے والے ایک شخص کو اتنی importance دی جا رہی ہے۔ اس کو جس طریقے سے لا کر بٹھایا گیا تھا، online سوالات ہو رہے تھے--------آگے--------T07

T07–14JUN2011 FURQAN[ED.MOHSIN] 12'O CLOCK ER8

سینیٹر فرح عاقل (جاری)۔Online سوالات ہو رہے ہیں، لوگوں کو اکسایا جا رہا ہے کہ جی آپ اپنی پریشانیاں ان سے share کریں، ان کے پاس کالا علم ہے۔ وہ اس قدر خوفناک آدمی تھا کہ اس کے چہرے پر نحوست برس رہی تھی، ایسے لوگوں کو ہم بجائے condemn کرنے کے انہیں promote کرتے ہیں، انہیں project کر رہے ہیں۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتی ہوں۔ بے تحاشا channels کی بھرمار ہے مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ اس پر کیا دکھایا جا رہا ہے، وہ آپ کی قوم کو کدھر لے کر جا رہے ہیں، پہلے ہی اتنا گند بن گیا ہے، please اسے مزید خراب ہونے سے روکا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مولا بخش چانڈیو صاحب! اس چیز کا نوٹس لیں۔ اسی سے related بات خواتین کر لیں کہ dress صحیح نہیں ہے، کالا جادو ہے اور خواتین غور سے ان چیزیں کو سنتی ہیں اور دیکھتی ہیں، families بیٹھی ہوتی ہیں، بچے بیٹھے ہوتے ہیں۔ جی سیمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب والا! فرح عاقل صاحبہ نے جو بات کی ہے میں اسے second کرتی ہوں، انہوں نے بہت صحیح باتیں کی ہیں۔ میں ایک بات بتانا چاہتی ہوں کہ جہاں پر عاملوں کا ذکر آیا ہے تو میں بھی ایک پروگرام دیکھ رہی تھی اور میں سمجھتی

ہوں کہ میڈیا نے یہ بہت اچھا کام کیا کہ تین عاملوں کو بٹھایا جس میں دو مرد اور ایک عورت تھی، ان کو عوام کے سامنے expose کیا گیا کہ آپ ان کے پاس نہ جائیں۔ جب Anchor person نے عامل سے کہا کہ آپ عامل ہیں، لوگوں کو پڑھنے کے لیے بتاتے ہیں اور ان کے مسائل حل کرتے ہیں تو آپ نماز بھی پڑھتے ہوں گے، اس نے جواب دیا میں نماز پڑھتا ہوں، تو انہوں نے کہا کہ آپ نماز میں کیا پڑھتے ہیں، ذرا سورۃ فاتحہ تو پڑھ دیں تو اس نے کہا کہ میں حافظ نہیں ہوں، مجھے نہیں آتی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اس کا ایک مثبت پہلو ہے کہ عوام کو ایسے عاملوں سے آگاہی حاصل ہو رہی ہے لیکن جہاں تک بے حیائی اور ڈراموں کا تعلق ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ ہمارے culture سے متصادم ہے اور اس پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** جی رحمت اللہ کاکڑ صاحب! آپ کافی دیر سے انتظار کر رہے ہیں، آپ تازہ تازہ میرے ساتھ گھومتے پھرتے بنکاک سے واپس پہنچے ہیں۔

**سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ:** شکریہ جناب چیئرمین۔ شکر ہے مرد بیچاروں کی باری بھی آئی۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** مرد ہوتے ہی بیچارے ہیں، سینیٹ میں تو بیچارے زیادہ مرد ہیں۔

**سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ:** جناب چیئرمین! پہلے تو ہم پاکستان پیپلزپارٹی کے دوستوں کے، ANP کے، MQM کے، مسلم لیگ (ق) کے اور فاٹا کے دوستوں کے مشکور ہیں کہ جنہوں نے حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے ہمیں 14 ووٹوں کے مقابلے میں 7 ووٹوں کو مسترد کیا جو کہ کرسی کے دعوے دار اور خواہشمند تھے۔ Chair نے اپنا حق ادا کیا۔ ہمیں احساس ہے کہ Chair کو جو ناروا threat دی جارہی ہے وہ ان کی اپنی بدنامی، رسوائی، لالچ اور دیرینہ خواہش کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں وقت کا ضرور خیال رکھوں گا لیکن پھر بھی رضا ربانی صاحب سے ایک دو منٹ زیادہ لوں گا کیونکہ انہوں نے آج دل کھول کر باتیں کی ہیں۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** صحیح ہے۔

**سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈووکیٹ:** جناب چیئرمین! آج ان لوگوں کی طرف سے جو اقلیت میں ہیں، اس ایوان کی تذلیل کی کوشش کی جارہی ہے یا اس ایوان کو threat کے ذریعہ نیچا دکھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہ تو پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ قومی اسمبلی میں تو ان کو اپنی اکثریت نظر آئی اور وہاں پر انہوں نے Opposition Leader کی سیٹ کو سنبھال لیا لیکن جب سینیٹ آف پاکستان میں

اکثریت ہے تو پھر ان کو ناگوار گزرا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ 14 سے 7 زیادہ ہوتے ہیں، جس میں وہ الحمد اللہ ناکام رہے ہیں۔ تمام دوست مبارکباد کے مستحق ہے، (JUI(F کے مولانا عبدالغفور حیدری صاحب الحمد اللہ اس post کے لیے competent ہیں۔ بات ملک میں لاقانونیت کے حوالے سے ہے، سب سے پہلے فاٹا کو جلایا گیا، کراچی جل رہا ہے، تمام صوبائی دارالحکومتوں میں یہی کیفیت ہے اور اب تو اسلام آباد پر بھی دستک دے دی گئی ہے۔ کیا صرف زبانی بیانات یا press statements سے حالات کنٹرول ہو رہے ہیں، اگر ہو رہے ہیں تو عوام دیکھ رہے ہیں، عوام محسوس کر رہے ہیں کہ کیا کوئی شخص بشمول parliamentarians, Law enforcement agencies کے heads کے وہ محفوظ ہیں؟ اگر محفوظ نہیں ہیں تو ان پر ہاتھ ڈالنے میں کیا قباحت محسوس ہو رہی ہے، انہیں کس بات کا ڈر ہے؟ وہ کونسی مجبوری ہے، اسے collective wisdom کے تحت اس قوم سے share کیا جائے، پارلیمنٹ سے share کیا جائے۔ چاروں صوبوں میں جو کیفیت ہے، میرے اور آپ کے صوبے میں تقریباً by road travel ناممکن ہو چکا ہے۔ میں کل ہی کراچی سے آیا ہوں، وہاں دن میں چار بسیں لوٹ لی گئیں، passengers بیٹھے ہوئے تھے اور gun point پر دو چار منچلوں نے لوٹ لیا۔ اس کا الزام کس کے سر جاتا ہے؟ یہ موقع تو الزام لگانے کا نہیں ہے لیکن لاقانونیت موجود ہے۔ شیخوپورہ میں ایک گھر میں پولیس uniform میں لوگ گھستے ہیں، 13 لوگوں کو target بنایا جاتا ہے، اس میں سے 9 at the spot مرتے ہیں، 2 seriously wounded ہیں اور زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں۔ یہ کیا صورتحال ہے، اس کی ذمہ داری کس پر ڈالی جائے؟ کیا یہاں ایوان میں Interior Minister صاحب کا یہ کہنا کافی ہے کہ چونکہ یہ ایک provincial subject ہے، اسے ہم دیکھ لیں گے۔ یہاں ایوان میں سینیٹر غلام علی صاحب نے ایک statement پڑھ کر سنائی۔ رحمن ملک صاحب کو سننا چاہیے لیکن پتا نہیں کس context میں انہوں نے یہ بات کی ہے۔ حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں، کوئی security نہیں ہے۔ لاہور شہر میں بسوں کو لوٹا جا رہا ہے، یہ حال highways پر ہے، in between کراچی اور حیدرآباد کے super highway پر ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ کوئٹہ کے بارے میں تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ خروٹ آباد اور دوسری جگھوں پر کیا ہو رہا ہے۔ بدقسمتی سے Law enforcing agencies کے ہاتھوں بجائے پانچ نہتے لوگوں کو arrest کیا جاتا، broad daylight میں گولیوں سے ان کے جسم چھلنی کیے جاتے ہیں، اس کی فلم موجود ہے اور جو فلم بناتا ہے اسے task پر لیا جاتا ہے، medical surgeon جو رپورٹ دیتا ہے اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ حکومت کہاں ہے اور یہ کس حکومت کی ذمہ داری ہے؟ ہماری especially جو secret agencies ہیں ان کی اس ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت ہے۔ کیا وہ اپنے mission میں ناکامی کا

اعتراف کرتے ہیں یا ان کی کوئی مجبوریاں ہیں؟ وہ بتائیں shareکریں تاکہ اس کا حل نکالا جائے۔ لاقانونیت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اس کا کچھ مداوا ہونا چاہیے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** شکریہ۔ Leader of the House کی خواہش تھی کہ وہ کچھ سرکاری business مکمل کر لیں۔ خٹک صاحب! اس وقت میڈیا والے بھی نہیں ہیں۔ آپ اسی journalist کے سلسلے میں بولنا چاہتے ہیں؟ Give me two minutes صرف reports lay کرنی ہیں۔

**سینیٹر سید نیر حسین بخاری:** جناب! Item No. 6 and 7 رہتا ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** آپ نے Item No. 4 نہیں کرنا؟

**سینیٹر سید نیر حسین بخاری:** وہ کر لیا ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** ٹھیک ہے یہ مکمل کر لیں۔ میڈیا والے بھی پہنچ جائیں، ویسے تو سینیٹ میں آپ کی history record ہو رہی ہے لیکن جو آپ point raise کرنا چاہتے ہیں وہ convey نہیں ہو گا کیونکہ میڈیا کا walkout ہے۔ ذرا ان چیزوں کو نوٹ کر لیں۔

Kawaja Sheraz on behalf of Dr. Abdul Hafeez Shaikh. Please may move Item No. 6.

Khawaja Sheraz Mehmood (Minister of State for Finance and Revenue): Honourable Chairman, I beg to lay on the table of the Senate a copy each of the following Money Bills, 2011, under Article 73 of the Constitution, for making recommendations, if any, thereon to the National Assembly:−

(i) The Sales Tax (Amendment) Bill, 2011.

(ii) The Federal Excise (Amendment) Bill, 2011.

(iii) The income Tax (Amendment) Bill, 2011.

Mr. Acting Chairman: Copies of the Money Bills, 2011 stands laid. Please move Item No. 7.

Khawaja Sheraz Mehmood: Honourable Chairman, I beg to move that the Senate may make recommendations, if any, to the National Assembly on each of the following Money Bills, 2011, under Article 73 of the Constitution:-

(i) The Sales Tax (Amendment) Bill, 2011.

(ii) The Federal Excise (Amendment) Bill, 2011.

(iii) The Income Tax (Amendment) Bill, 2011.

((follow T08)

T08-14JUNE2011............FANI/ED(Mubashir)..................12.10PM.....................UR12

Mr. Deputy Chairman: Leader of the House would you like to say on this.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Sir, on this my submission is that as far Roman No. 2 and Roman No. 3 are concerned these were the Ordinances and they were for the one time Ordinances.

اس پر تو recommendations کی بات نہیں ہے

because that has already taken place and already acted upon. As far the Sales Tax (Amendment) Bill, 2011 is concerned if at all we intend to make recommendations to the National Assembly, it may be sent to the Finance Committee.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ مولانا صاحب! اگر آپ Sales Tax کے بارے میں کوئی سفارشات دینا چاہتے ہیں تو ہم ایوان کی مرضی کو اعتماد میں لیتے ہوئے اپنی فنانس کمیٹی کو بھجوا دیتے ہیں۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It is up to the House whether they want to make recommendations or not.

جناب ڈپٹی چیئرمین: تھوڑی سی رائے آجائے اگر یہ فنانس کمیٹی میں چلا جائے تو اچھا ہے ایک Reading ہو جائے گی۔

Ok. The Bill specially the Sales Tax (Amendment) Bill, 2011, is referred to the Finance Committee of the Senate.

جی لاٹ صاحب! آپ میڈیا کی رپورٹ دے دیں پھر میں خٹک صاحب اور ڈاکٹر بلیدی کی طرف آتا ہوں۔

**سینیٹر گل محمد لاٹ:** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔Sir, I am thankful for all the Press Reporters here

کہ they have come back.ان کی بات بالکل جائز ہے۔ یہاں پر ہمارے چیئرمین صاحب نے last week ان کو یقین دہانی کرائی تھی کہ جتنے بھی صحافی جنہوں نے خروٹ آباد واقعہ میں reporting کی ہے، جنہوں نے وہاں کی شوٹنگ کی ہے ان کو تحفظ دیا جائے گا اور ساتھ ساتھ کراچی میں جو واقعہ ہوا ہے اس میں بھی جو صحافی involve ہیں ان کو بھی تحفظ دیا جائے گا لیکن اس ruling پر پوری طرح عمل نہیں کیا گیا ہے اور ان صحافیوں پر تشدد کیا جا رہا ہے۔ رات کو پولیس سرجن پر تشدد کیا گیا ہے۔ ہم نے ابھی اپنے صحافی بھائیوں کو یقین دلایا ہے کہ ہم Chair سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مہربانی کرکے آپ ایک واضح ruling دیں اور میں قائد ایوان ہمارے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی request کروں گا کہ وہ کل اجلاس میں Minister for Interior کو بلائیں اور ان سے کہہ دیں کہ وہ اس پر واضح بیان دیں اور جو پولیس افسران ان معاملوں میں involve ہیں ان کے خلاف نہ صرف سخت ایکشن لیا جائے بلکہ ان کو warned کیا جائے کہ اگر آئندہ ان کے علاقے میں اس قسم کا کوئی بھی واقعہ ہوتا ہے تو ان کو یا terminate کیا جائے یا مستقل طور پر ان کو اس علاقے سے ہٹا دیا جائے۔ Thank you very much.

**جناب ڈپٹی چیئرمین:** اعظم سواتی صاحب! رپورٹ دے دیں کیونکہ آپ بھی صحافی بھائیوں کے پاس گئے تھے۔ یہ ملک کا چوتھا ستون ہیں۔

**سینیٹر محمد اعظم خان سواتی:** سر گزارش یہ ہے کہ اس ایوان کے تقدس کے لیے اور چیئر کی عزت کے لیے میرا خیال یہ انتہائی ضروری ہے کہ جب کوئی ruling دی جائے تو اس پر عمل درآمد ہو اور اگر نہ ہو تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں۔ ہمیں بڑا دکھ ہو رہا ہے کہ اگر ہم واقعی میڈیا کو ریاست کا ایک ستون سمجھتے ہیں اور پھر اتنی clear ruling کے بعد اور میرے خیال میں اس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہونی چاہیے کہ ایک شہری آپ سے لپک لپک کر یہ کہہ رہا ہے، پکار رہا ہے کہ اس کو تحفظ چاہیے تو اس کے تحفظ کے لیے جب ruling آگئی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ اس وقت نیر بخاری صاحب!-----

جناب ڈپٹی چیئرمین: بخاری صاحب سن رہے ہیں۔ میں ان کو on board لے آؤں گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میرا خیال ہے کہ نیر بخاری صاحب مجھے کم از کم اعتماد دیں کیونکہ ہم نے وہاں میڈیا سے یہ گزارش کی ہے کہ کل تک ہمیں یہ رپورٹ دیں کہ اس سلسلے میں کوتاہی کس نے کی، اس پر عمل درآمد نہیں ہوا تو کیوں نہیں ہوا اور اب اس کا follow up کیا ہوگا کہ کل اگر ہمارے میڈیا کے بھائی اس پر پھر احتجاج کرتے ہیں تو ہم کس منہ سے جا کر ان کے سامنے یہ request کریں گے۔ یہ ان کا بنیادی، قانونی، ملی اور ایک آئینی حق ہے، ان کو تحفظ ملنا چاہیے۔ اس سلسلے میں کم از کم قائد ایوان سے میں گزارش کروں گا کہ مجھے اعتماد دلایا جائے، اس ایوان کو اعتماد دیا جائے کہ وہ کل اس پر کیا follow up report یہاں پر پیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ اعظم سواتی صاحب۔ مولانا غفور حیدری صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے تھے کیونکہ آپ نے ہاتھ اٹھایا تھا۔ حاجی لشکری پھر آپ ان کے بعد۔ اگر اسی کی continuity ہے تو ٹھیک ہے کیونکہ پھر میں نے نیر بخاری صاحب سے discuss کر کے ان کی opinion لے کر ruling دینی ہے۔ جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ ایبٹ آباد کے واقعہ کے بعد تسلسل کے ساتھ بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے۔ ہماری کور کمانڈر کانفرس بھی ہوئی Cabinet meetings بھی ہوئیں۔ تدارک کے لیے بہت ساری تجاویز بھی آئیں لیکن تاہنوز وہ سلسلہ جاری ہے اور یہ سوال بھی اٹھا کہ فوج کو اور اداروں کو تنہا نہ چھوڑا جائے ان کی پشت پر پوری قوم سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی ہو جائے تاکہ جو مشکلات ملک کو درپیش ہیں ان پر قابو پایا جاسکے۔ in camera briefing میں بھی ہم نے اس بات کا احساس کیا کہ پہلی مرتبہ ملک کے عسکری ادارے تھک ہار کر، مایوسی کا اظہار کر رہے ہیں۔ امریکہ سے از سر نو تعلقات کی بات کر رہے ہیں------

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا صاحب! اسی بات پر آپ آرہے ہیں جو صحافیوں کے ساتھ واقعہ ہوا ہے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: اسی پر آرہا ہوں۔ اس پر ایک قومی سوچ ابھری ہو اور ہم سب نے سوچا کہ اداروں کا ساتھ دینا چاہیے کیونکہ یہ مشکلات ہیں لیکن کیا اداروں نے اپنا سلسلہ چھوڑ دیا ہے؟ قومی یکجہتی جو ایک ہوئی تھی، ان کی جو حرکتیں ہیں ان سے باز آکر اب وہ قومی دھارے میں شامل ہوگئے ہیں؟ کراچی میں رینجرز کے ہاتھوں نوجوان کی شہادت، صحافیوں کی مسلسل شہادتیں، اسی طرح کوئٹہ

خروٹ آباد کا واقعہ دلخراش، افسوسناک اور شرمناک کیا ادارے باز آگئے ہیں؟ اسی طرح جس ڈاکٹر نے مقتولین کا پوسٹ مارٹم کیا، جس صحافی نے رپورٹنگ کی ان کی پٹائی کی گئی، انہیں زخمی کیا گیا۔ جناب چیئرمین! اور یہاں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ہم کارروائی ہونے سے پہلے اقدامات کریں گے۔ پہلے تو خود اپنے اقدامات سے دستبردار ہو جاؤ۔ یہ پولیس کی کارروائی ہے، رینجرز کی کارروائی، اداروں کی کارروائی اور پھر جناب عالیٰ کراچی میں، خیبر پختونخوا میں، ملک کے دیگر حصوں میں، بلوچستان میں مسخ شدہ لاشیں روزمرہ کا معمول بن چکی ہیں اور کراچی میں تین جماعتوں کی حکومت ہے۔ تین ہیں یا چار ہیں جو بھی ہیں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، ہم نے اس حکومت کو تسلیم کیا ہے لیکن کیا یہ اپنا مسئلہ کراچی میں بیٹھ کر حل نہیں کرسکتے؟ جب یہ راضی ہوتے ہیں تو خیر خیریت ہے، جب کسی مسئلے پر ناراضگی ہوتی ہے تو target killing شروع ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت میں ہوتے ہوئے اپنے مسئلے کو حل کرنا چاہیے اور اگر حل نہیں کرتے اور ایک دوسرے پر ڈالتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے پھر یہ سب جوابدہ ہیں۔ ایک دوسرے پر ڈالنے کی بجائے اس حقیقت کو تسلیم کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بار بار یقین دہانیوں کے باوجود حکومت نے ایسے اقدامات نہیں کیے جن سے صحافیوں کو تحفظ مل سکے، قوم کو تحفظ مل سکے۔ لہٰذا ان واقعات پر آج ہم علامتی واک آوٹ کرتے ہیں اور گزارش کرنا چاہ رہے ہیں کہ یہ حکومت اگر اس میں واقعی serious ہے تو اس کے لیے مثبت اقدامات کرے تا کہ صحافی اور ہمارے جو دیگر لوگ ہیں وہ امن اور سکون کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی افراسیاب خٹک صاحب۔

آگے جاری-----------------T09

T09-14Jun2011 ER5/Rafaqat/Ed:Javaid 12:20 pm

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین۔ پہلے میں اپنے صحافی بھائیوں کے مسئلے پر اظہارِ خیال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صابر بلوچ صاحب! ان بھائیوں کو واپس تو لے آئیں۔ جی افراسیاب خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب! کوئٹہ میں جو واقعات ہوئے، میں بھی ان کی مذمت کرتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پچھلی ruling کی بجائے، آپ ذرا ایک concrete ruling دیں کہ کیا اقدامات اٹھائے جائیں گے، ان لوگوں کے خلاف، جنہوں نے صحافیوں پر تشدد کیا یا ڈاکٹر پر تشدد کیا۔

جناب والا! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایبٹ آباد کے واقعے سے لے کر اب تک بہت سارے واقعات ہوئے ہیں۔ ایک آدھ واقعے پر کمیشن بنانے کا اعلان کیا گیا مگر کمیشن بنا نہیں۔ اس کے بعد کسی واقعے کے لیے کمیشن نہیں بنا۔ صحافی سلیم شہزاد کو تشدد کے بعد شہید کیا گیا۔ خروٹ آباد کا واقعہ ہوا، کراچی کے واقعات ہوئے لیکن کسی واقعے کا پتا نہیں چلا۔ اتنی impunity اگر ہے تو لوگ کیوں جرم نہیں کریں گے۔ کیوں اس طرح کی حرکتیں نہیں کریں گے، اگر impunity ہے، اگر حکومت کسی طرح کا قدم اٹھانے کو تیار نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ حکومت سے یہ مطالبہ کیا جانا چاہیے کہ ان واقعات پر جو کمیشن بنے ہیں وہ حرکت میں آئیں اور جہاں کمیشن نہیں بنے وہاں کمیشن بننے چاہییں۔

یہاں خیبر پختونخوا کا ذکر ہوا اور ایک بھائی نے یہ کہا کہ وہاں پر لوگ قتل ہو رہے ہیں اور حکومت نوٹس لے، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب 2008 میں ہماری حکومت آئی تو ہمیں پچھلی حکومت سے دہشت گردی کا منحوس ورثہ ملا۔ جب ہماری حکومت آئی تو صوبے میں 30 سے زیادہ FM ریڈیو اسٹیشن تھے جو دہشت گرد چلا رہے تھے۔ ہماری حکومت آئی تو صوبے میں training camps تھے۔ سوات میں، پیوچار میں بہت بڑا camp تھا جہاں سے 10 ہزار دہشت گردوں نے training حاصل کی۔ بازاروں میں دہشت گرد petrol کرتے تھے۔ انہوں نے نام نہاد شرعی عدالتیں بنائی ہوئی تھیں۔ خدا کے فضل سے ہماری حکومت نے قربانیاں دیں اور ہم دہشت گردوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔ صوبے میں دہشت گردی کے تمام ٹھکانے ختم ہوگئے لیکن یہ ضرور ہے کہ فاٹا میں دہشت گردوں کے اڈوں سے ہم پر حملے ہوتے ہیں۔ زیادہ تر حملہ آور وہیں آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک صوبائی حکومت کا تعلق ہے، اس نے پوری طرح اپنی کارگزاری دکھائی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہمارے ہاں لوگوں کو دہشت گردوں کے خلاف بات کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ جو دہشت گردوں کے خلاف لڑ رہے ہیں، ان پر حملہ ہوتا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ ہماری ہمدردیاں کہاں ہیں۔

جناب والا! میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں قسم قسم کی دہشت گردی کا سامنا ہے، مختلف لباس پہنے ہوئے دہشت گردوں کا بھی سامنا ہے لیکن انشاء اللہ، ہم سب کا مقابلہ کریں گے اور اس ملک کو دہشت گردی سے پاک کرکے دم لیں گے۔ اس کے لیے اہم بات یہ ہے کہ یہاں پر کم از کم سیاسی پارٹیاں دہشت گردی کا جواز فراہم نہ کریں، دہشت گردی کی حمایت نہ کریں اور کھلے طور پر دہشت گردوں کی مذمت کریں جو اس وطن کے دشمن ہیں، ہمارے عوام کے دشمن ہیں۔ پچھلے دنوں پشاور میں جو دھماکہ ہوا، جو حالات پیدا ہوئے، یہاں پر لوگ کہتے ہیں کہ پینتیس یا سینتیس آدمی مر گئے اور ایک سو زخمی ہوگئے، یہ تو cold statistics ہیں، یہ تو اعداد و شمار ہیں۔ اگر آپ

ان مردوں کو اور ان زخمیوں کو دیکھ لیں جو انسان ہیں، ان پر کیا گزر رہی ہے اور ان کے خاندانوں پر کیا گزر رہی ہے، اس کے بعد آپ اپنے موقف کا تعین کریں کہ آپ دہشت گردوں کے حق میں موقف لیتے ہیں یا دہشت گردوں کے خلاف موقف لیتے ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ حاجی لشکری صاحب۔

سینیٹر نوابزادہ میر حاجی لشکری رئیسانی: شکریہ چیئرمین صاحب۔ یہاں ہمارے اکثر سینیٹر صاحبان نے کہا کہ چیئرمین سینیٹ نے یہ ruling دی ہے کہ صحافی حضرات کو protection دی جائے۔ میں ایک تھوڑا دیہاتی شخص ہوں، مجھے ایک چیز سمجھ نہیں آرہی۔ ان کو خطرہ کس سے ہے؟ یہ جو ہمارے صحافی حضرات ہیں، ان کو خطرہ کس سے ہے؟ میں جہاں تک سمجھ پا رہا ہوں، ان کو خطرہ ریاستی اداروں سے ہے تو پھر ان کو protection کون دے گا؟ پھر ریاستی ادارے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کو خطرہ بھی ریاستی اداروں سے ہے اور پھر ہم ریاستی اداروں کو کہتے ہیں کہ protection دیں، یہ طریقہ نہیں ہے۔ ان کے Head سے guarantee لی جائے کہ آئندہ ان کے خلاف کوئی سازش نہیں کی جائے گی۔ پھر یہاں ہمارے سینیٹر صاحبان نے یہ فرمایا کہ چیئرمین نے ruling دی ہے کہ ان کو protection دی جائے اور حقیقتاً وہ ناراض تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستانی سیکیورٹی فورسز نے صرف چیئرمین کی ruling کو violate نہیں کیا، انہوں نے آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 9 جو کہ security of person سے متعلق ہے، اس کو violate کیا ہے۔ انہوں نے آرٹیکل 10 کو violate کیا ہے جو چیئرمین کی ruling سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ آرٹیکل 11 جس میں slavery and forced labour کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، ہمارے کئی ریاستی ادارے journalists کو forced labour یا slavery کے لیے مجبور کر رہے ہیں کہ وہ ان کے کہنے پر اپنے ادارے چلائیں۔ یہ تو آئینِ پاکستان کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، صرف ruling کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی۔ یہ بہت ہی خطرناک مسئلہ ہے۔ پھر ہماری ریاست میں آج کل حقیقتاً ایک افراتفری کا عالم ہے۔ ایک دھماکا پشاور میں ہوا، ہم نے طالبان کے خلاف ایک مذمتی بات کی مگر پرسوں ترسوں طالبان نے اس کی تردید کیا اور کہا کہ انہوں نے یہ نہیں کیا۔

ان تمام حالات سے بچنے اور ان سے نکلنے کے لیے کم از کم ریاستی ادارے آئین اور قانون کی پابندی کریں گے تو کچھ پتا چلے گا کہ کتنے اور اس سماج کے اندر دہشت گرد ہیں۔ بات یہ ہے کہ قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی قتل کر رہے ہیں۔ ہمیں امداد میں تو منرل واٹر ملنا تھا لیکن بلیک واٹر بھی امداد میں یہاں لایا جا چکا ہے۔ چار پانچ سو لوگوں نے اپنا نیٹ ورک پھیلایا ہے۔ اس کے بعد طالبان کے حوالے

سے بھی بات ہو رہی ہے۔ ایک افراتفری کا عالم ہے۔ کم از کم قانون نافذ کرنے والے اداروں سے گارنٹی لی جائے۔ وہ لوگ آئین کو violate کر رہے ہیں۔ چیئرمین سینیٹ کی ruling کو نہیں بلکہ آئین کو بھی violate کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف آئینی کارروائی ہونی چاہیے۔

یہاں ہمارے چیئرمین صاحب نے اور سینیٹر صاحبان نے مختلف حوالوں سے بات کی، جب ruling دی گئی، میں یہ سمجھتا ہوں چیئرمین صاحب! آپ ایک Sub–Committee بنائیں اور وہ Sub–Committee خروٹ آباد ایشو، کراچی والے واقعے پر، سلیم شہزاد کے معاملے پر رپورٹ مرتب کرے اور اس ایوان کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتی رہے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ آپ کی ruling پر کتنا عمل درآمد ہوا۔ اس صورت میں ہم اس معاملے پر نظر رکھ سکیں گے ورنہ کبھی کوئی رپورٹ پیش ہوتی ہے تو ہم اس کو پڑھ کر، اس پر بحث کرتے ہیں مگر مکمل طور پر نتیجہ نہیں نکلتا۔ نتیجہ نکالنے کے لیے ایک Sub–Committee بنائیں تاکہ ان issues کو دیکھا جائے اور کوئی نتیجہ نکالا جا سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب! آپ اسی سلسلے میں بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جی ہاں۔ جناب چیئرمین! ایک تو لشکری صاحب نے جو تجویز دی، میں اس کی تائید کرتا ہوں لیکن یہاں بات ہو رہی ہے protection کی۔ اسلام آباد شہر red zone ہے، یہاں کل بھی دھماکہ ہوا اور پرسوں بھی ہوا۔ ابھی آپ کے پارلیمنٹ ہاؤس کو بھی تحفظ نہیں ہے۔ آپ کے ایوانِ صدر، وزیرِاعظم ہاؤس اور دوسرے اداروں کے جو headquarters ہیں، تو ہم کس سے بھیک مانگ رہے ہیں، protection کی؟ جس سے ہم حفاظت کرنے کی استدعا کر رہے ہیں، یہ واقعات تو وہ خود کرتے ہیں۔ ان سے گارنٹی لینے کی بات کی جاتی ہے، کس سے گارنٹی لی جائے؟ جناب چیئرمین! اس ملک میں law and order نام کی کوئی چیز نہیں اور یہ حکومت بالکل ناکام ہو چکی ہے۔ اس کو خود سمجھ نہیں آ رہی کہ معاملات کو کیسے handle کرے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ صحافی حضرات پر، جمال ترکئی خروٹ آباد کے واقعے کے بعد اس پر جو تشدد کیا گیا اور خروٹ آباد کے واقعے کو چھپانے کے لیے اس کے خلاف جن لوگوں نے شہادتیں دیں، ان کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ ان کو under pressure کیا جا رہا ہے کہ آپ ہمارے حق میں بیانات دیں۔ اس معاملے کو بھی غیر جانبدار بنانے کے لیے یہاں سے کوئی ruling ہو اور حکومتِ بلوچستان کو بتایا جائے۔

جناب! دوسری بات جو یہاں اپوزیشن لیڈر سے متعلق ہے، ہمارے ساتھیوں نے کی، ایک ruling چیئرمین سینیٹ نے دی ہے، آئینی اور جمہوری تقاضے اس میں پورے ہیں، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے 'ن' والے ساتھی کیوں بائیکاٹ کر رہے ہیں، کل بھی

انہوں نے بائیکاٹ کیا تھا۔ اگر نیشنل اسمبلی میں لیڈر آف اپوزیشن چوہدری نثار ہیں، ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں، یہ ان کا جمہوری حق ہے، ان کی majority اور اکثریت ہے۔ یہاں جب ایک پارٹی کے 13 یا 14 ارکان ہیں اور نواز لیگ کے 7 ہیں تو اس کا یہی نکتہ base بنتا ہے۔ حق بنتا ہے کہ ہماری اکثریت ہے۔ دوسرے لوگوں کو ملا کر ہماری 19 کی تعداد ہے، 21 تک ہم پہنچ چکے ہیں۔ اگر یہ ابھی بھی----- (جاری---------T10)

T10−14june2011 ER/4/Bhatti/ED: Mubashir 12:30 p.m.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: (جاری---T9) دوسرے لوگوں کو ملا کر ہماری تعداد اکیس تک پہنچ چکی ہے۔ اگر یہ ابھی بھی چیئرمین کو اور حکومت کو under pressure کرتے ہیں کہ ہم احتجاج کریں گے، ہم سپریم کورٹ جائیں گے۔ میں حیران ہوں کہ ہمارے چیئرمین نے جو ruling دی تھی اس پر وہ کیوں تذبذب کا شکار ہیں۔ انہوں نے جو ruling دی ہے وہ اس پر ڈٹے رہیں اور یہ ہمارا حق ہے۔ اگر اس کے خلاف کوئی بھی گیا تو ہماری بھی پارٹی ہے، ہمارے پاس بھی افرادی قوت ہے، ہم بھی اس کا ڈٹ کا مقابلہ کریں گے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب والا! آخر میں بجلی کے بحران کے حوالے سے میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج تربت کے انجمن تاجران کے حاجی شیر محمد، ڈاکٹر خدا بخش اور خالد ولید یہاں موجود ہیں۔ جناب والا! تربت کا یہ عالم ہے کہ وہاں پر 55 ڈگری سینٹی گریڈ گرمی ہے، just like Sibi and Jacobabad وہاں اٹھارہ بیس گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ ہے لیکن الحمدللہ ہم نے بڑی جدوجہد کی، سینیٹ سے بہت واک آؤٹ بھی کیا۔ آج ہمارا ایک وفد لشکری رئیسانی جو Standing Committee on Water & Power کے چیئرمین ہیں کی قیادت میں ایران جا رہا ہے، اس وفد میں، میں بھی شامل ہوں۔ آپ دعا کریں، ہم پچاس میگا واٹ کے معاہدے کے لیے وہاں جا رہے ہیں۔ یہ ایک خوشخبری ہے کہ میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج وہ ہماری کارروائی سن رہے ہیں۔ ہم آپ کے اور وزیر پانی و بجلی نوید قمر صاحب کے بھی شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمیں اجازت دی۔ ہم جا رہے ہیں، آپ دعا کریں کہ ہمارا معاہدہ کامیاب ہو جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری دعا ہے کہ جو اجازت دی ہے، آپ اس پر جو چیز لے کر آئیں اسے own بھی کریں، ایسا نہیں کہ اسے لوازمات اور red tapism میں ہماری یہ کوشش ضائع ہو جائے۔ ہم پہلے بھی یہ بہت بھگت چکے ہیں۔ بخاری صاحب! آپ ہمارے صحافیوں کے سلسلے میں جواب دے دیں، پھر ہم دوسرے مسائل کی طرف آتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): شکریہ جناب چیئرمین! press gallery سے ہمارے جو احباب واک آؤٹ کر کے گئے تھے، ان کا شکریہ کہ وہ ہمارے معزز ممبران کی درخواست پر واپس تشریف لائے۔ اس سے قبل بھی خروٹ آباد کے حوالے سے اور کراچی کے واقعے پر بھی بات ہوئی ہے۔ جس دن یہ issue raise ہوا تھا اور چیئرمین صاحب نے ruling بھی دی تھی، میں نے اس دن Chief Secretary, Sindh سے بات کی تھی اور میں نے انہیں کہا تھا کہ ایک تو آپ 'آواز' ٹی وی کے anchor person and camera man کو protection فراہم کریں۔ یہ بھی ذکر ہوا تھا کہ ان دونوں کو کسی quarter سے کوئی threats موصول ہوئی تھیں تو میں نے ان کو یہ بھی کہا تھا کہ case register کیا جائے۔ میں ابھی بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چاہے یہ چیز کوئی functionaries کر رہے ہیں یا کوئی اور لوگ کر رہے ہیں تو this is a criminal act. ایک تو یہ ہے کہ آپ کسی کو intimidate کر رہے ہیں، اس کا بھی offence بنتا ہے اور secondly, important thing is this that somebody is destroying the evidence. Nobody should be allowed to destroy the evidence, even a case under criminal law that can be registered against them. Certainly, I would request all those people who have threatened or who have been taken in custody for sometime or that is a criminal act by A,B,C or D, give a complaint in writing, we will ensure that a case is registered and it is investigated. It is the responsibility of the government, of the state to provide protection and security to every citizen. Now what we talk about the journalists.

یہ تو ہر شہری کا حق بنتا ہے کہ under the constitution اس کو یہ تحفظ ملنا چاہیے government and state should ensure that. I would like to say this and I earlier said on the floor of the House, آپ اگر record دیکھ لیں تو میں نے اس وقت بھی کہا تھا اور جو تجویز لشکری صاحب کی بھی آئی کہ وہی لوگ ہیں جن سے ہم تحفظ مانگ رہے ہیں، چاہے وہ threat کر رہے ہوں تو میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ پارلیمنٹ کی supremacy کی بات ہے تو Parliament should take the cognizance and if all the members want that this should be discussed in the Committees of the Parliament. I suggested earlier also, the matter may be referred to the Standing Committee on Information and Broadcasting. Let them examine it اور جو complaint

that copy should be sent to this Committee and they should کرتے ہیں lodge خروٹ آباد میں doctors

proper اس کی examine whether proper case has been registered against them or not, investigation ہو رہی ہے کہ نہیں ہو رہی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کی جو supremacy and cognizance لینے کی بات ہے،

Parliament should take it and certainly, I support that issue. We ensure that I will talk to the Chief Secretary, Balochistan and I will talk to the Chief Secretary, Sindh that they should ensure that a proper case is registered and cognizance is taken against all those culprits, who have dealt this illegal and criminal act. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ میرے خیال میں Standing Committee on Information and Broadcasting میں تو صحافیوں کا مسئلہ آئے گا۔ جس ڈاکٹر کو انہوں نے 'پھینٹی' لگائی اور سر پھاڑ دیا، وہ بے چارہ کس category میں جائے گا؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب والا! وہ اس پر complaint lodge کرے، send a copy to the Standing Committee on Interior, let it be examined by the Parliament. If other forums are taking cognizance, why can not this Parliament take cognizance of it. They should take the cognizance of it and they should issue directive for that to the concerned departments.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں اس پر ruling دے دیتا ہوں۔ میڈم کلثوم! آپ اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ لمبی بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ جناب والا! خروٹ آباد کا واقعہ، کراچی کا واقعہ اور صحافیوں پر تشدد، ان کو target کرنا، ان واقعات پر ایوان میں آج discuss ہوئی ہے۔ ہم اس پر ابھی تک clear نہیں ہیں کہ ان کو کون اجازت دے رہا ہے؟ کیا کوئی ادارہ اجازت دے رہا ہے؟ حاجی لشکری رئیسانی صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ آپ ایک sub-Committee بنا دیں اور وہ sub-Committee فوری طور پر جا کر ان چیزوں کی تحقیقات کرے کہ ان کے

مارنے کے پیچھے کون ہے؟ قوم کے اندر اتنی افراتفری کون پھیلا رہا ہے؟ کون ہے جو یہ چاہ رہا ہے کہ پوری قوم disturb رہے؟ پہلے تو اس کی تحقیق ہونی چاہیے کہ ان واقعات کے پیچھے کیا individuals ہیں، کوئی ایک آدمی ہے یا کسی آدمی کے پیچھے کوئی اور سرکار بیٹھی ہوئی ہے۔ ہمیں یہ باتیں معلوم ہونی چاہییں۔ اس کمیٹی کی report آنے کے بعد وہ ایوان میں پیش کی جائے اور اسے ایک fix time دیا جائے، ایک ہفتے، دس دن کا وقت تاکہ وہ کمیٹی اپنی lay report کرے اور اس کے بعد آپ کی طرف سے ruling آنی چاہیے۔ جناب والا! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کچھ اور بات کرنا چاہتی ہوں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین:** جی .please

**سینیٹر کلثوم پروین:** جناب والا! جیسا کہ میاں رضا ربانی صاحب نے ایوان میں ایک بات کہی ہے کہ consensus سے مفاہمت کے ساتھ چیئر اور آپ کو بھی، آپ ماشاءاللہ معاملات کو سنبھال لیتے ہیں، ہمیں دونوں طرف کے لوگوں کو اکھٹے بیٹھ کر Leader of the Opposition کے مسئلے پر بات کرنی چاہیے، مفاہمت سے بات کرنی چاہیے۔ ہمارے لیے اگر حیدری صاحب بنے ہیں تو وہ بھی قابل احترام ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے ہیں، چھوٹے صوبے کے ہیں اور بہت بے ضرر انسان ہیں۔ اگر اسحاق ڈار صاحب بنتے ہیں تو وہ بھی بہت قابل اور پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ میں نہیں سمجھتی کہ انہوں نے کبھی کوئی غلط language استعمال کی ہو مگر مفاہمت ہونی چاہیے۔ جناب والا! دیکھیں یہ بجٹ اجلاس ہے۔ میں آج یہ recommendations دیکھ رہی ہوں، ان میں صرف تین لوگ شریک ہوئے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ یہ قوم کے ساتھ زیادتی ہے، یہ بجٹ قوم کا بجٹ تھا، یہ غریبوں کا بجٹ تھا۔ ٹھیک ہے یہاں پر اختلاف ہے، اپوزیشن کا حق بنتا ہے کہ وہ اختلاف کرے۔ پوری دنیا میں کمیٹیاں کام کرتی ہیں۔ ڈار صاحب یہاں موجود نہیں ہیں اگر وہ ہوتے تو میں انہیں by name کہتی کہ ڈار صاحب اور ہارون اختر صاحب جو مالی معاملات کو بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں، ان کی finger tips پر چیزیں ہیں۔ انہوں نے یہ زحمت گوارا نہیں کی کہ اس پر اپنی recommendations دیتے، یہ recommendations قوم کے لیے تھیں، یہ بجٹ قوم کے لیے بنا ہے، یہ میرے اور آپ کے لیے نہیں بنا، یہ میرے اور آپ کے گھر کے لیے نہیں تھا۔ یہ ضرور ہونا چاہیے تھا کہ ان کی input اس میں شامل ہونی چاہیے تھی۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج تک یہ بجٹ ادھورا ہے۔ اگر تین لوگوں نے ہی اس میں اپنی input دینی تھیں تو پھر بارہ لوگوں کی کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہیں on the floor of the House معافی مانگنی چاہیے کہ ان سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ وہ اپنی recommendations دیں اور ان recommendations کو complete کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ عبدالحسیب خان صاحب اور پھر سیمیں صدیقی صاحبہ بات کریں گی۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: آپ کا بہت بہت شکریہ۔ ابھی ہم نے باتیں کی تھیں کہ جو بڑے اندوہناک حادثات ہوئے، جس میں ہمارے صحافی بھائیوں کا مسئلہ بھی تھا اور خروٹ آباد کا واقعہ بھی تھا۔ ہم نے باتیں کی ہیں جس میں ہم نے یہ بتایا کہ ان واقعات کے بعد حکومت کوئی کام نہیں کر رہی ہے جس طرح اس کو کرنا چاہیے۔ اس وقت جو حالات ہیں، میں ایک بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں لیکن میں پہلے بتانا چاہتا ہوں کہ اب حکومت بجائے اس کے کہ اس پر کام کر کے اس کو روکے، اب حکومت اس کا حصہ بن رہی ہے، وہ واقعات پیش آئیں، حالات خراب ہوں، لوٹ مار ہو، لوگ مریں، اندھیرا کیا جائے، حکومت اس پر خاموشی سے یا تو اس کا حصہ ہے یا تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ جناب والا! KESC کے حوالے سے دیکھیں، کراچی کی law and order situation اتنی خراب ہے کہ کتنے لوگوں نے Pole Mounted Transformers (PMT) کو آگ لگا دی، کیبل میں fault پیدا کر دیا گیا، generation روک دی گئی۔ اس وقت کراچی میں کوئی ایسا علاقہ نہیں ہے جہاں پر PMT کو آگ نہ لگائی گئی ہو۔ ان کو روکنے والی کوئی ایجنسی نہیں ہے۔

(جاری-------T11)

T11-14Jun2011 Ashraf/Ed.Javaid Er.3 1240

سینیٹر عبدالحسیب خان جاری---

KESC کے جن تین ہزار نو سو ملازمین کو نکالا گیا تھا انہوں نے پورے کراچی کو یرغمال بنالیا ہے۔ میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر کراچی اندھیرے میں ڈوب گیا اور اس دوران رات کو اگر قتل و غارت گری ہوئی تو اس کی سب سے زیادہ ذمہ داری حکومت پر آئے گی کیونکہ حکومت اس وقت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ اس کے سامنے PMT جلائے جا رہے ہیں، اس کے سامنے cables کو کاٹا جا رہا ہے اور وہ خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ایک کونے سے نکلتے ہیں دوسرے کونے میں جا رہے ہیں۔ ٹوٹل چار ہزار آدمی ہیں جن کا KESC کے ساتھ conflict ہے۔ نہ KESC کے لوگوں کو روکا جا رہا ہے کہ وہ کیا فیصلہ کریں۔ فیصلے جو ایک گھنٹے میں ہو سکتے ہیں ان کو 39 days ہو گئے ہیں اور کراچی میں کتنی آگ لگی ہوئی ہے وہ حکومت کے بھی ریکارڈ میں ہو گی۔ چیئرمین صاحب، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے آج فیصلہ نہیں کیا اور اگر آپ نے آج directive نہ دیا اور اگر آپ نے رحمان ملک صاحب کو اور نوید قمر صاحب کو جو power کے ذمہ دار ہیں، دونوں کو بٹھا کر نہ بتایا کہ آج رات سے پہلے فیصلہ کر لیں کہ تین ہزار نو سو آدمیوں کے مسئلے کے

بارے میں یہ دونوں مل کر اگر فیصلہ نہیں کرسکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر KESC کے حوالے سے کراچی میں اندھیرے میں قتل و غارت گری ہوگی۔ آپ یقین جانئے گا کہ کراچی کے ہر محلے کی PMT اب تک جل چکی ہے اور ان کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ خدا کے واسطے کراچی کو بچائیے۔ کراچی میں صرف ایم کیو ایم نہیں ہے۔ کراچی بہت بڑا مرکز ہے جہاں انڈسٹری بند ہو رہی ہے۔ انڈسٹریل ایریا کے اندر PMTs جلادی گئی ہیں۔ لوگ high tension پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لوگ Power House میں جا کر داخل ہوگئے ہیں اور بولتے ہیں کہ Power House بند کردو۔ آخر حکومت کو کوئی پوچھنے والا ہے۔ چیئرمین صاحب! حکومت کیا کر رہی ہے؟ واقعہ ہوجائے، ایک قتل ہوجائے اس کے بعد کیا کردار ہے، یہ تو ایک الگ بات ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ تو اس کا حصہ بن گئی ہے۔ اگر آپ نے کراچی میں اندھیرا پھیلا دیا اور تمام انڈسٹری بند کردی تو پھر لاکھوں لوگوں کو آپ کیسے کنٹرول کریں گے جبکہ تین ہزار آٹھ سو آدمیوں کو آپ کنٹرول نہیں کرسکتے۔ حکومت کی رٹ کدھر ہے؟ مجھ سے یہ پوچھتے ہیں چار پانچ انڈسٹریل ایریاز ہیں۔ یہ بیٹھے ہوئے ہیں، اپنے President Sahib بیٹھے ہوئے ہیں، Federation کے، ان سے پوچھئے۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ ہمیں کس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا اور آپ کیا کر رہے ہیں؟ سینیٹ کے اندر کھڑے ہو کر آپ یہ بات نہیں کرسکتے کہ کراچی کی انڈسٹری کے لیے بجلی بحال کی جائے۔ آپ بجائے اس کے کہ انڈسٹری کو بڑھائیں، generation کریں۔ آپ بجائے ایک میگاواٹ بڑھانے کے جو already available ہے اس کو بھی آپ برباد کرنا چاہ رہے ہیں۔ خدا کے واسطے ان دونوں Ministers کو بلوا لیجئے۔ ایک گھنٹے کے اندر فیصلہ ہوجائے گا۔ KESC والوں کو بٹھا لیجئے، CBA جو KESC والوں کی ہے، کو بٹھا لیجئے، Minister Sahib بیٹھ جائیں اور وہیں فیصلہ کرلیں کہ کیا کرنا ہے ورنہ کل جو ہوگا وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ کل پورے شہر میں آگ لگے گی۔ اندھیرے کے اندر لوٹ مار ہوگی۔ پھر وہی نیویارک والا نقشہ ہوگا کہ کسی کو پتا نہیں ہوگا کہ کہاں پر کیا ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Thank you جی، بخاری صاحب، جی میڈم سیمیں صاحبہ بات کرلیں کراچی کے حوالے سے، کراچی میں جو journalists کو threats ملیں۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: شکریہ جناب چیئرمین، پہلے تو میں صحافی برادری کو سلام پیش کرتی ہوں کہ وہ اپنی line of duty میں جان بھی دیتے ہیں اور عوام کو آگاہی بھی دیتے ہیں جو ہمارے ملکی حالات ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت sensitive and grave situation ہے۔ پہلے بھی security کے مسئلے پر کافی بحث ہو چکی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں اس مسئلے پر ایک اور بحث ہونی

چاہیے۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑی سازش ہے جس میں اداروں کا ٹکراؤ پیدا کیا جا رہا ہے۔ Interior Minister نے بھی کئی دفعہ یہ بات کہی ہے کہ اس میں بیرونی ہاتھ ملوث ہے۔ میں حکومت سے استدعا کرتی ہوں کہ آخر اس بیرونی ہاتھ کو expose کیوں نہیں کیا جا رہا؟ جب آپ کے علم میں ہے کہ کوئی بیرونی ہاتھ ملوث ہے یا اندرونی ادارے اس میں ملوث ہیں تو ان کو expose کیا جائے۔ ان کو عوام کے سامنے لایا جائے، ان کو میڈیا کے سامنے لایا جائے۔ اس دن رحمان ملک صاحب یہاں آئے تھے اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے انہوں نے کہا تھا کہ صحافیوں کو سکیورٹی provide کر دی گئی ہے۔ ان سے یہ پوچھا جائے کہ جب انہوں نے floor of the House پر یہ بات کہی ہے تو ابھی تک صحافیوں کو کیوں security provide نہیں کی گئی ہے۔ اس پر ایک اور debate کی ضرورت ہے۔

اب میں کراچی کے issue پر آتی ہوں۔ جیسا کہ حسیب خان صاحب نے کہا کہ آئے دن وہاں پر بجلی کا problem ہے۔ کئی کئی گھنٹے بجلی نہیں ہوتی اور لوگ بہت تنگ ہیں۔ آپ ان لوگوں کی تکلیف کا اندازہ کریں جو flats میں رہتے ہیں، جو apartments میں رہتے ہیں اور گرمی میں ان کا کیا حشر اور کیا حالت ہوتی ہوگی۔ اس میں ضعیف لوگ بھی ہیں، اس میں بیمار لوگ بھی ہیں، اس میں پڑھنے والے بچے بھی ہیں۔ جب بجلی جاتی ہے تو وہ سڑکوں پر نکل آتے ہیں تاکہ کچھ تازہ ہوا لے لیں اور چار چار، پانچ پانچ منزل سے ضعیفوں کے لیے نیچے اترنا یا اوپر جانا بہت مشکل ہے اور ہر کوئی generator afford نہیں کر سکتا۔ جو لوگ UPS afford کرتے ہیں وہ بھی مشکل کا شکار ہیں کیونکہ بجلی اتنی جاتی ہے، اتنے گھنٹوں جاتی ہے کہ UPS charge ہی نہیں ہوتا تو وہ بجلی کیا فراہم کرے گا۔

دوسری چیز جناب کہ لوگوں کے electrical appliances بے پناہ تباہ ہوئے ہیں کیونکہ unscheduled load shedding ہے۔ کوئی پتا نہیں ہوتا کہ کب بجلی جائے گی اور کب آئے گی؟ بجلی کے بل ویسے ہی inflated ہیں۔ جناب بجلی کم آتی ہے اور جاتی زیادہ ہے۔ ایک گھنٹے کے لیے آئی اور چار گھنٹے کے لیے چلی گئی۔ پھر آدھے گھنٹے کے لیے آئی اور آٹھ گھنٹے کے لیے چلی گئ۔ میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ کوئی چار رکنی کمیٹی بنائی گئی ہے جس میں نوید قمر صاحب ہیں اور دو تین اور حضرات ہیں۔

(اس موقع پر ہاؤس میں اذان ظہر کی آواز سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی میڈم۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے تھانہ کلچر کو change کرنے کی ضرورت ہے اور اس میں reforms لانے کی ضرورت ہے۔ یہ ہمارے صحافی بھائی ہی وہ حضرات ہیں، یہ ایک force ہیں جو پردوں میں چھپے چہروں کا نقاب اٹھاتے ہیں اور ہمیں آشنائی دیتے ہیں۔ بہت سارے ایسے واقعات ہیں جن کا ہمیں علم نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی ایک force ہے اور انہیں ڈٹے رہنا چاہیے اور ہمت سے کام کرنا چاہیے۔

رہا کراچی کا واقعہ، میں سمجھتی ہوں یہ چند لوگوں کا انفرادی فعل تھا جس کی وجہ سے ہم پورے ادارے کو مورد الزام نہیں ٹھہرا سکتے۔ بہرحال ان اداروں کو بھی چاہیے کہ اپنے ماتحتوں کو اور اپنے ادارے کے تحت کام کرنے والوں کو واضح instructions دیں کیونکہ ہر جان جو ضائع ہوتی ہے وہ ایک قیمت رکھتی ہے اور گھر والوں کے لیے وہ بہت important ہوتی ہے۔ اگر یہ صحافی نہ ہوتے اور ہمت سے یہ اس سارے واقعے کو پیش نہ کرتے تو ہمیں اس واقعے کا پتا بھی نہ چلتا۔

اب میں اپنے ہاؤس کی طرف آتی ہوں۔ مجھے کبھی کبھی بڑا افسوس ہوتا ہے کہ یہاں پر ہم پر، ایک ایک parliamentarian پر اتنا پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ ہم اپنے آپ کو جمہوریت پسند کہتے ہیں، ٹھیک ہے احتجاج کرنا جمہوریت کا حصہ ہے لیکن اس میں وقت کا تعین ہونا چاہیے۔ آئے دن ہمارے ہاؤس میں واک آؤٹ اور واک ان ہوتا رہتا ہے۔ ایسے ماحول میں ہم یہاں پر business کیا کریں گے؟ میں سمجھتی ہوں جیسا کہ میری بہن کلثوم صاحبہ نے کہا کہ Finance Committee کی meeting بہت important meeting تھی اور اس میں چند ایسے لوگ جو بہت knowledgeable ہیں جیسا کہ اسحاق ڈار ہیں، پروفیسر خورشید صاحب ہیں، ہارون اختر صاحب ہیں ان کی input اگر اس کمیٹی میں ہوتی تو میں سمجھتی ہوں کہ اور بہتر recommendations آسکتی تھیں۔ میرے بھائیوں نے تھوڑا سا لاپرواہی کا مظاہرہ کیا۔ چلیں یہ ہاؤس کی proceedings میں نہ آتے لیکن یہ کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کرتے تو جو بھی recommendations گئی ہیں تو ان میں اور بہتری آجاتی۔ میں ایک تجویز دینا چاہتی ہوں۔

جاری-----

سینیٹر سیمیں صدیقی جاری ہے--- جناب! میں ایک تجویز دینا چاہتی ہوں کہ یہ بار بار Opposition Leader کی selection کا جو معاملہ ہے، قومی اسمبلی میں نواز شریف کی پارٹی بڑی ہے اور ان کا وہاں پر Opposition Leader چوہدری نثار صاحب کی صورت میں موجود ہے۔ وہ ایک بہت بڑا ہاؤس ہے۔ جناب! ہونا تو یہ چاہیے تھا، مجھے نہیں پتا، میں نے Rules زیادہ detail کے ساتھ نہیں پڑھے ہیں لیکن میری ذاتی رائے یہ ہے کہ جن ممبرز کی اپوزیشن میں تعداد زیادہ ہے انہی کا Opposition Leader آنا چاہیے تاکہ اس میں آئندہ کے لئے کوئی جھگڑا ہی نہ ہو کہ ہم نے اکٹھے کر لیے اپنے ہمنوا اور پھر ہم نے جو پارٹی اکثریت میں ہے اس کو پیچھے کر دیا اور خود اپنا Leader بنا دیا۔ میرے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ Opposition Leader مولانا حیدری صاحب بنے یا پھر اسحاق ڈار صاحب بنے۔ میرے لئے دونوں قابل احترام ہیں اور دونوں برابر ہیں لیکن چونکہ یہ اتنا جھگڑا چل رہا ہے تو کوئی Rule آنا چاہیے کہ اپوزیشن میں جو پارٹی بڑی ہوگی اسی کا Opposition Leader چنا جائے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس جھگڑے کو یہاں پر ختم ہونا چاہیے۔ اس ہاؤس میں بجٹ کا اجلاس چل رہا ہے اور ہم بجٹ پر کم بات کر رہے ہیں اور دوسری باتوں میں ہماری توجہ اس وقت زیادہ ہے۔ عوام بھوکی اور پیاسی مر رہی ہے۔ بجلی اور پانی نہیں ہے۔ جب لوگ کام کرنے کے لئے دفاتر میں جا نہیں سکیں گے اور ساری ساری رات بجلی کے انتظار میں جاگتے رہیں گے تو ظاہر ہے ان کی efficiency پر بھی اثر پڑے گا اور جب efficiency پر اثر پڑے گا تو جو پروڈکشن ہو گی ہماری انڈسٹریز کی اس پر بھی اثر پڑے گا اور انڈسٹریز بند ہونا شروع ہو جائیں گی اور بے روزگاری میں مزید اضافہ ہو گا اور جب بے روزگاری میں اضافہ ہو گا تو poverty میں بھی اضافہ ہو گا۔ تو میں چاہتی ہوں کہ حکومت نے KESC کے معاملات طے کرنے کے لئے کمیٹی بنائی ہے اس کمیٹی کے بارے میں کچھ پتا ہی نہیں چلا کہ کیا پیش رفت ہوئی ہے۔ میں KESC کے بھائیوں سے جو ہڑتال پر ہیں ان سے بھی استدعا کروں گی آپ کے توسط سے کیونکہ آپ بھی کراچی کے عوام میں سے ہی ہیں، بے شک آپ کے بہت سے مسائل ہیں اور آپ کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے لیکن عوام کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے اس کو بھی تھوڑا سا اپنے ذہن میں رکھیں۔ آئے دن بجلی کے تاروں کا گرنا اور انہی درست کرنے والا نہیں ہے۔ تو میں ان سے بھی استدعا کرتی ہوں کہ وہ بھی صبر و تحمل سے کام لیں اور یہ کمیٹی جلد از جلد کسی نتیجے پر پہنچے اور کراچی والوں کو اس عذاب سے نجات دلائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی، بخاری صاحب! یہ جو specific معاملے ہیں۔ صحافیوں کو جو threats مل رہے ہیں اور اس میں وہ ڈاکٹر بھی شامل ہیں۔ اس پر chair کی ruling بھی آچکی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کے لئے ایک special committee بن جائے جس میں سندھ اور بلوچستان کے سینیٹرز شامل ہوں اوران کا ایک Leader ہو اور دس دن میں وہ انکوائری مکمل کرلیں اور وہ ان اداروں کا قبلہ درست کریں جن کا قبلہ درست نہیں ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! اس میں دو باتیں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کمیٹی بنادیں اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے بے شک آپ Leader of the Opposition سے بھی رائے لے لیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ terms of reference should also be determined.

Mr. Acting Chairman: Yes, they should be made. There should be clarity.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It should not be a vague thing. If there is any complaint in writing, either by those doctors, have they narrated the whole incident or have they complained to some authority in the province of Balochistan and somebody has not taken cognizance of that and that could be referred to the Committee. Let it be examined.

مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ میں نے آغاز میں کہا ہے کہ it is not only the criminal threat being given to them but it is also affecting the investigation and it amounts to destroying an evidence of a case. میں تو اس حد تک کھنے کو تیار ہوں۔ لیکن یہ ساری باتیں تب ہوں گی کہ ابھی یہ journalist احباب جو 4-5 of them can come to my office. I will talk in their presence to the Chief Secretary of Sindh. اس سے میں پوچھوں گا کہ I conveyed you on 13th June جو میں نے بات کی تھی اس کے بارے میں مجھے بتایا جائے what action have you taken so far. وہ بھی ہم پوچھ لیتے ہیں۔ کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو ہاؤس کا sense لے لیں I have got no objection.

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، آپ چاہتے ہیں کہ سپیشل کمیٹی بن جائے۔ سپیشل کمیٹی کو پھر زندہ رکھیں coop بعد میں ہو جائے with information لیکن اس specific معاملے کو کریں کہ اگر ابھی ہم نے نتھ نہیں ڈالی تو ہر روز صحافیوں کے ساتھ یہ حشر نشر ہوتا رہے گا۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! sense of the House لے لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی لاٹ صاحب۔

سینیٹر گل محمد لاٹ: جناب چیئرمین! میری اس میں ایک گزارش ہے کہ Leader of the House جو ہیں وہ نہ صرف سندھ کے چیف سیکرٹری کے ساتھ بات کریں بلکہ بلوچستان کے چیف سیکرٹری سے بھی بات کریں اور وہاں پر بھی صحافیوں کے ساتھ اور District Surgeon کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا گیا ہے اس کے بارے میں بھی اس سے پوچھ گچھ کی جائے اور ان کو clear instruction دی جائیں کہ ان لوگوں کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، میڈم ثریا امیرالدین صاحبہ۔

سینیٹر ثریا امیر الدین: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر شروع میں جب بلوچستان کے حالات خراب ہونا شروع ہوئے تھے تو اس وقت اگر کوئی action لیا جاتا تو آج جو آگ لگی ہے وہ کراچی تک نہ پہنچتی اور آئے دن لوگوں کو نہ مارا جاتا اور نہ شہید کیا جاتا اور نہ یہ طوفان بدتمیزی ہوتا۔ روزانہ ہم سنتے ہیں اور T.V پر دیکھتے ہیں کہ اتنی لاشیں گرا دی۔ تو یہ ہماری بھی کچھ نااہلی ہے کہ ہم نے شروع سے ہی بلوچستان کے حالات پر توجہ نہیں دی تھی۔ اب بھی اگر ہم توجہ دیں تو حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ ابھی میری ruling یہ ہے کہ Senators from the province of Sindh, Senators from the province of Balochistan اور ہمارے Law Minister *Sahib* خود اس کے سیکرٹری بنیں کیونکہ وہ قانون کو جانتے ہیں۔ Chair نے ruling دی تھی مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ اب ان کا قبلہ درست کرنا پڑے گا۔ Sub-committee has been formed اور اس میں ممبروں کے نام دیے جائیں اور اس کے لئے Leader of the House, Leader of the Opposition and Minister for Law terms of reference بنا دیں۔ Thank you. سومرو

صاحب! آپ بجٹ پر تقریر کریں گے۔ بسم اللہ کریں۔ صابر بلوچ صاحب! آپ اپنی سیٹ پر چلیں۔ آپ تو پنجگور سے نوشکی پہنچ گئے ہیں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: صابر بلوچ صاحب بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں اور بلوچستان آدھا پاکستان ہے۔ جہاں پر وہ بیٹھے کم از کم آپ اس کو floor دیا کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، اس کے لئے قوانین بنے ہیں۔ جی، سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ بجٹ کے حوالے سے یہ اجلاس ہو رہا ہے لیکن افسوس ہے کہ کچھ ساتھیوں کے رویے کی وجہ سے بجٹ کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ اس پر میں اظہار افسوس کرتا ہوں اور اس رویے کی مذمت بھی کرتا ہوں۔ یہ قوم، ملک اور پارلیمنٹ کے ساتھ زیادتی ہے۔ یوں لگ رہا ہے کہ ان لوگوں کا غریب عوام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کو کرسی عزیز ہے اور کرسی کے لئے سب کچھ گنوا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! بجٹ کے حوالے سے جو کچھ گزارشات میں عرض کرنا چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ ان چیزوں کو نوٹ کیا جائے گا۔ غریب عوام کی بھلائی کے لئے بجٹ میں اصلاحات کی جائیں گی۔ ہماری تجاویز کو شامل کیا جائے گا اور اس بجٹ کو عوامی بجٹ بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ گزشتہ سال حکومت نے 342 ارب کے قرضے لیے جو ایک سوالیہ نشان ہے۔ غیر ملکی قرضوں کا گراف 59 ارب 50 کروڑ ڈالرز تک پہنچ چکا ہے۔ عوامی قرضوں کا حجم ایک سو کھرب اور 20 ارب روپے تک پہنچ گیا ہے۔ ہماری ناکامی کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آئندہ مالی سال 12-2011 کے دوران افراط زر کی شرح 14 فیصد اور بجٹ خسارہ 4 فیصد کی بجائے 5.7 فیصد رہنے کا امکان ہے۔ یہ چیزیں ہمارے انحطاط کی طرف اور ناکامی کی طرف نشاندہی کرتی ہیں۔ امن و امان نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ جو ہم نے اپنے آپ کو partner بنایا ہوا ہے نام نہاد جنگ کا یہ war against terror ہے۔ ہر ساتھی کا اپنا نقطہ نظر ہے۔

(آگے ٹی 13 پر جاری ہے)

T13-14JUN2011 UR2 SAIFI TIME0100

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: ----- ہر ساتھی کا اپنا نقطہ نظر ہے، ہر پارٹی کا اپنا خیال ہے۔ میں ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ جب سے یہ جنگ شروع ہوئی ہے دہشت گردی میں اضافہ ہوا ہے۔ اگر آپ اعدادو شمار اور نقصانات، کا جائزہ لیں، کوئی کمیٹی بٹھائیں تو یہ جو نام نہاد

جنگ war against terror کے نام سے شروع کی گئی اس سے پہلے بدامنی کم تھی اس کے بعد بدامنی بڑھی ہے۔ اس سے پہلے دہشت گردی کم تھی اس کے بعد دہشت گردی میں اضافہ ہوا ہے۔ ہم نے تو پہلے کہا تھا کہ یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ نہیں ہے یہ اسلام کے خلاف جنگ ہے۔ یہ مسلمانوں کے خلاف جنگ ہے، یہ ہمارے خلاف جنگ ہے۔ اس جنگ میں تیس پینتیس ہزار کے لگ بھگ ہمارے بے گناہ شہری شہید ہو چکے ہیں۔ اس جنگ میں پانچ ہزار کے لگ بھگ ہمارے مسلح افواج کے جوان لقمہ اجل بن چکے ہیں لیکن امریکہ سردار کی طرف سے ابھی تک ہمارے اوپر عدم اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مراعات انڈیا کو دی جا رہی ہیں، پاکستان کی نہیں دی جا رہی۔ Do more کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ پالیسیوں پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

اس وقت تیل کی قیمتیں، اشیائے صرف کی قیمتیں، بجلی و گیس کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ Load shedding سے نمٹنے کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں۔ بیروزگاروں کو روزگار دینے کے لیے، نئے کارخانے کھولنے کے لیے، روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کے لیے، بند کارخانوں کو دوبارہ چلانے کے لیے کوئی road map نہیں دیا گیا۔ سیلاب زدگان کی بحالی کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ آئندہ ممکنہ سیلابوں سے نمٹنے کے لیے کچھ نہیں بتایا گیا۔ گزشتہ سیلاب آیا یہ تاریخ کا بدترین سیلاب تھا، چاروں صوبوں میں تباہی ہوئی، بلوچستان کے آپ خود گواہ ہیں، آپ کا علاقہ اس سے بری طرح متاثر ہوا ہے۔ سندھ تو تباہ ہو کر رہ گیا، اب تک، اس وقت بھی سندھ کے لاکھوں لوگ بے گھر ہیں، خیموں میں ہیں، ان کا کیا ہوگا؟ کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ دریا کے پشتوں کو، نہروں کے پشتوں کو مضبوط بنانے کے لیے کوئی حکمت عملی نہیں، جو تھوڑا بہت کام ہوا، ابھی بارشیں پڑی ہیں شگاف پڑ گئے۔ ریت کے ٹیلوں کی طرح پانی ان کو اڑا کر لے گیا۔ اللہ نہ کرے، اگر سیلاب آجاتا ہے تو پھر ہمارا کیا حشر ہوگا۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں بیرونی قرضوں کے سود کی ادائیگی کی مد میں 790 ارب 97 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔ ہم نے شروع سے کہا ہے کہ خود انحصاری کی پالیسی اپنائی جائے۔ یہ غلط ہے کہ ہم امریکی امداد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ یہ غلط ہے کہ ہم کفار کی امداد کے سوا گزارا نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ رب العزت نے ہمارے ملک کو بہت بڑی نعمتوں سے نوازا ہے۔ کیا کچھ ہمارے رب نے ہمیں نہیں دیا لیکن سب کچھ کرپشن کی نظر ہو رہا ہے۔ اگر ہم اپنے خرچوں کو کم کریں، پیٹ پر پتھر باندھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے حکمران اس قسم کی حکمت عملی طے کریں تو قوم قربانی دینے کے لیے تیار ہے۔ ہمارا سارا گزر بسر قرضوں پر ہو رہا ہے اس حکمت عملی کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ خود انحصاری کی پالیسی جب تک نہیں اپنائیں گے، جب تک کشکول نہیں توڑیں گے تب

تک ہم باعزت زندگی نہیں گزار سکتے۔ ہم نے پہلے بھی کافی مرتبہ تجویز دی ہے کہ اگر دو چیزوں پر عمل ہو جائے تو ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ہمارے سیاستدان، بڑے بڑے لوگ، بڑی بڑی پارٹیوں کے قائدین، ان کے جتنے اثاثے ملک سے باہر پڑے ہوئے ہیں وہ پاکستان لیے آئیں۔ یہاں پر کارخانے لگائیں، جو کمائی ہو گی وہ خود لیں گے، حکومت صرف ٹیکس لے گی لیکن لاکھوں لوگوں کو روزگار ملے گا۔ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اگر ہمارے سیاست دان اور بڑے بڑے لیڈر یہ ایثار نہیں کرتے تو پھر دوسروں کو کیا ترغیب دیں گے۔

نمبر۔ ۲ قیام پاکستان سے لے کر آج تک جن لوگوں کے قرضے معاف کئے گئے ان سے بحق سرکار قرضے واپس لیے جائیں۔ جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ یہاں پر غریب آدمی کا قرضہ معاف نہیں ہوتا، اس کا تو سود بھی معاف نہیں ہوتا، وہ اصل رقم دے چکا ہوتا ہے لیکن سود پر سود پڑتا چلا جاتا ہے اور اس کی زندگی اس میں چلی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جاتی۔ یہاں پر قرضے ان کے معاف کئے جاتے ہیں جو اربوں اور کھربوں میں کھیلتے ہیں۔ یہ قوم کے ساتھ مذاق ہے۔ میری دوسری تجویز اس حوالے سے یہ تھی کہ ان لوگوں سے قرضے واپس لیے جائیں جو اربوں کھربوں میں ہیں تو ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

جناب والا! اس بجٹ میں بہتر ہوتا اگر ایوان صدر اور ایوان وزیراعظم کے خرچے کم کئے جاتے۔ میں نے تجویز دی تھی کہ کم از کم ایوان صدر اور ایوان وزیراعظم سے ابتدا ہونی چاہیے پھر قیادت کا اثر عوام پر پڑتا ہے۔ اگر ان کے ایوانوں کے خرچے پچاس فیصد کم کر دیئے جائیں تو اس کے بہترین اثرات نکلیں گے۔ صوبوں کو جو وزارتیں منتقل کی گئی ہیں ان کے لیے ایک روپیہ نہیں رکھا گیا یہ کس طرح چلے گا۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ کافی سقم رہ گئے ہیں جو ہم نے اختیارات صوبوں کو دیئے ہیں۔ ان کو چلانے کے لیے ہم نے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی۔ اب ان وزارتوں میں کام کرنے والے لوگ بیچارے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ کل میرے پاس ستائیس ڈاکٹروں کا delegation آیا جو شیخ زید ہسپتال کوئٹہ میں کنٹریکٹ پر کام کرتے ہیں ان کو کہہ دیا گیا ہے کہ ایک مہینے میں آپ گھر چلے جائیں ہمیں آپ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنا بوریا بستر لپیٹ لیں، وہ ڈاکٹر کہاں جائیں گے جو برسہا برس سے وہاں پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے لیے کوئی حکمت عملی بنانی چاہیے۔

جناب والا! ہمارے وزیراعظم سیکرٹریٹ والوں نے پچھلے سال کے مقابلے میں سات کروڑ زیادہ مانگے۔ جو کچھ مہنگائی ہو رہی ہے اس کے مقابلے میں جو تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے، اس کی کوئی مناسبت نہیں ہے۔ تنخواہوں میں پندرہ فیصد اضافہ اونٹ کے منہ میں

زیرہ دینے کے مترادف ہے۔ ہمارے ملک کی آدھے سے زیادہ آبادی خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے لیکن ہم اپنے شاہانہ اخراجات کم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر کوئی باہر کا delegation آئے اور ہمارے ایوان صدر اور ایوان وزیراعظم کا دورہ کرے تو یہ کوئی نہیں سمجھے گا کہ یہ وہ ملک ہے جو بھیک پر گزارہ کرتا ہے۔ ہمارے ایوان صدر کے ٹھاٹ باٹ دیکھ کر وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ اوروں کو زکوۃ دینے والے لوگ ہیں، کم از کم ہمیں کچھ احساس کرنا چاہیے۔ (عربی) قوم کا جو سردار ہوتا ہے وہ خادم ہوتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور اس کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کو مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے کہ آدھی دنیا سے زیادہ خطے پر حکومت کرنے والے، چٹائیوں پر سوتے تھے۔ فقیری کی زندگی اختیار کی ہوئی تھی، جان بوجھ کر انہوں نے بادشاہی میں فقیری کی۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ جب تک ہم کفایت شعاری نہیں اپنائیں گے، کس طرح ان چکروں سے نکلیں گے۔

جناب والا! صدر اور وزیراعظم کے دوروں کے لیے دو ارب رکھے گئے ہیں۔ دو ارب سے ایک چھوٹی ریاست چلائی جا سکتی ہے، ان خرچوں کو کم کرنے کی ضرورت ہے۔ وزیراعظم ہاؤس کے باغات کی تزئین وآرائش کے لیے ایک کروڑ ترپن لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ وزیراعظم کے ساتھ کام کرنے والے ملازمین کی تنخواہوں پر جو خرچہ ہو رہا ہے وہ چھپن کروڑ اور ساٹھ لاکھ روپے ہے۔ اس سے دوچار ضلعے چلائے جاسکتے ہیں۔ ایوان صدر کے باغات کی تزئین کے لیے ایک کروڑ پچاس لاکھ رکھے گئے ہیں۔ اگر یہ سیلاب زدہ علاقوں پر خرچ ہو جائے تو ان بیچاروں کی زندگی بن سکتی ہے۔ تاجروں کا مطالبہ یہ تھا کہ سیلز ٹیکس میں دس فیصد کمی کی جائے لیکن صرف ایک فیصد کمی کی گئی ہے۔ اس سے مہنگائی کا جن قابو نہیں آئے گا۔ کھاد پر سبسڈی ختم کر دی گئی اس سے خوراک اور اشیائے خورونوش کی قیمتیں بڑھ جائیں گی۔ ادویات کے خام مال کی قیمتوں میں اضافہ کرنے سے ادویات کی قیمتوں میں اضافہ ہوجائے گا یہ عوام کو علاج ومعالجہ کی سہولت سے محروم رکھنے کی سازش ہے۔ ہمارے ساتھیوں نے تو یہ کہا تھا کہ ہم روٹی کپڑا اور مکان دیں گے لیکن اس بجٹ میں اس قسم کی کوئی چیز مجھے نظر نہیں آرہی۔ ہم تو لوگوں کے بدن پر جو کپڑے ہیں وہ بھی اتارنا چاہتے ہیں۔ اگر قوم میدان میں نکلی تو پھر کیا ہوگا؟ میں گزارش کرتاہوں کہ ان تین سالوں میں ہم نے کیا کیا ہے؟ پہلے تو ڈکٹیٹروں نے ہمارا بیڑہ غرق کیا، آمروں نے ہمارا ستیاناس کیا لیکن ہم کب تک کہتے رہیں گے کہ یہ سب کچھ ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ ہم نے کیا کیا ہے کہ لوگ ہم سے پوچھ رہے ہیں، ہم نے لوگوں پر مہنگائی کے بم گرائے ہیں، بھوک اور بے روزگاری کے بم گرائے ہیں۔، کرپشن کے بم گرائے ہیں، میرٹ کا قتل عام کیا ہے، اقربا پروری کے بم گرائے ہیں ہم نے، اسٹریٹ

کرائم کے بم گرائے ہیں، لوڈشیڈنگ کے بم گرائے ہیں، تیل کی قیمتوں میں اضافہ کے بم گرائے ہیں۔ جناب والا! وزیر خزانہ کو چاہیے تھا کہ وہ بجٹ پیش کرنے سے پہلے زندگی کے مختلف شعبوں کے ذمہ داران سے میٹنگیں کرتے۔ تاجروں کے، چیمبر کے لوگوں سے، صنعت کے ماہرین سے، زراعت کے ماہرین سے میٹنگیں کرتے لیکن وہ تو میٹنگیں آئی ایم ایف والوں سے کرتے رہے۔ یہ بجٹ بھی ان کا ہوگا، ہمارا تو نہیں ہے۔ اس بجٹ کے نتیجے میں زراعت، معیشت اور صنعت مزید تباہ ہوگی، ان کو کوئی سہارا نہیں ملے گا۔ ہم لفظوں کی جادوگری کے ذریعے لوگوں کا پیٹ نہیں بھر سکتے۔ ہمیں عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔آپ دیکھیں تعلیم اور صحت جیسے اہم سیکٹروں کے لیے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ اس بجٹ سے غریب آدمی کو کیا ریلیف ملے گا اس پر سوچنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ جاری ہے۔۔۔

T14-14JUN2011 FAHEEM/ ED Mohsin Zaidi 1:10 P.M. ER12

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: (جاری۔۔۔۔۔) اس بجٹ سے غریب آدمی کو کیا relief ملے گا، اس پر سوچنے کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ سے غریب کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ ان دو چار سالوں میں مہنگائی %100 سے %300 تک بڑھی ہے۔آپ اشیاء کے rates دیکھیں صرف دال روٹی کی قیمتوں کو دیکھیں کہ ان میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ آج سے تین سال پہلے قیمتیں کیا تھیں اور اس وقت قیمتیں کیا ہیں۔ بنگلہ دیش اور سری لنکا ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ ہم ان سے بھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ کیا ہمارے لیے یہ شرم کی بات نہیں ہے؟ پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے لیکن زراعت کی بہتری کے لیے ہم سوچنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔آپ ذرا قیمتوں کا تجزیہ کریں۔آج سے تین سال پہلے اشیائے صرف کی قیمتیں کیا تھیں اور اس وقت اشیائے صرف کی قیمتیں کیا ہیں۔ تین سال پہلے آٹا -/Rs.13 فی کلو تھا جبکہ اب -/Rs.35 فی کلو ہے۔ تین سال پہلے پیاز -/Rs.15 فی کلو تھی جبکہ اب -/Rs.75 فی کلو ہے۔ تین سال پہلے لہسن -/Rs.32 فی کلو تھا جبکہ اب -/Rs.250 فی کلو ہے۔ تین سال پہلے چینی -/Rs.21 فی کلو تھی جبکہ اب -/Rs.90 فی کلو ہے۔ تین سال پہلے چاول -/Rs.48 فی کلو تھا جبکہ اب -/Rs.110 فی کلو ہے۔ تین سال پہلے دال -/Rs.36 فی کلو تھی جبکہ اب -/Rs.146 فی کلو ہے۔ تین سال پہلے ہلدی -/Rs.60 فی کلو تھی جبکہ اب -/Rs.340 فی کلو ہے تین سال پہلے دودھ -/Rs.32 فی کلو تھا جبکہ اب -/Rs.60 فی کلو ہے۔ تین سال پہلے پیٹرول -/Rs.50 سے -/Rs.54 فی لیٹر تھا جبکہ اب -/Rs.90 فی لیٹر ہے۔ تین سال پہلے ڈالر -/Rs.60 کا تھا جبکہ اب -/Rs.87 سے بڑھ چکا ہے۔ GST پہلے %15 تھا اب %25

ہے۔ تین سال پہلے load shedding 30% تھی جبکہ اب 200% ہو گئی ہے۔ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ ہم کیا کر رہے ہیں؟ کیا صرف الفاظ کے ہیر پھیر سے ہم تمام معاملات کو ٹھیک کر لیں گے۔

جناب عالی! کرپشن پاکستان کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اگر آپ نے کرپشن کے دروازوں کو بند نہیں کیا تو اللہ نہ کرے ملک تباہ ہو کر رہ جائے گا۔ کچھ نہیں بچے گا۔ دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں وہ لوگ۔ چیئرمین FBR نے اقرار کیا ہے کہ اس سال ملک میں 572 ارب روپے کی ٹیکس چوری ہوئی ہے۔ کہاں گئے یہ پیسے؟ ہے کوئی ان کا احتساب کرنے والا؟ ہے کوئی ایسا ادارہ جو ان کے گریبان میں ہاتھ ڈالے؟ 572 ارب روپے کی ٹیکس چوری ہوئی ہے جس کا اعتراف چیئرمین FBR نے خود کیا ہے۔ Auditor General نے یہ اعتراف کیا ہے کہ پیٹرولیم کی وزارت میں گزشتہ ایک سال میں 57 ارب 16 کروڑ اور 30 لاکھ کی خورد برد ہوئی ہے۔

یہ ہمارے مسائل ہیں، جن پر سوچنے کے لیے ہمارے پاس کوئی وقت نہیں ہے۔ ہمیں Opposition کی کرسی چاہیے۔ ہم بائی کاٹ کریں گے۔ تین تاریخ سے اجلاس چل رہا ہے۔ ہمارے ساتھیوں کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا مذاق ہے قوم کے ساتھ۔ حکمرانوں کو بھی سوچنا چاہیے، Opposition کے لوگوں کو بھی سوچنا چاہیے۔ یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ غریب عوام کا مسئلہ ہے۔ پوری قوم کا مسئلہ ہے ورنہ تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ میں نے پہلے بھی کہا اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ ہمت کی جائے، یہ حکومت اگر ہمت کرے اور اعلان کر دے کہ آج کے بعد ہم قرضے نہیں لیں گے۔ خدا کی قسم عوام خیر مقدم کریں گے، بالکل کریں گے۔ جو اپنے وسائل ہیں ان کے مطابق ہم چلیں گے۔ میں مانتا ہوں کہ تکالیف آتی ہیں اور آئیں گی بھی لیکن پھر اللہ کی نصرت بھی آئے گی۔ جب ہم اغیار کی غلامی سے نکل کر اللہ کے در پر سجدہ ریز ہوں گے، اللہ کے در پر توبہ کریں گے، اللہ کی طرف رجوع کریں گے، اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کو مانیں گے تو پھر اللہ کی مدد آئے گی، پھر اللہ کی نصرت آئے گی۔ (عربی)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال خود آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

میں بجٹ کو عوام دوست تب کہوں گا جب بجٹ کے نتیجے میں مہنگائی کم ہو۔ میں بجٹ کو عوام دوست بجٹ تب کہوں گا جب اس کے نتیجے میں روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں کم ہو جائیں گی۔ میں بجٹ کو عوام دوست بجٹ تب کہوں گا جب اس کے نتیجے میں بیروزگاروں کو روزگار ملے گا۔ میں بجٹ کو عوام دوست بجٹ تب کہوں گا جب ملازمتوں کے نئے مواقع پیدا ہوں گے۔ میں بجٹ کو عوام

دوست بجٹ تب کہوں گا جب غریب لوگوں کو relief ملے گا۔ میں بجٹ کو عوام دوست بجٹ تب کہوں گا جب کرپشن کے دروازے بند کیے جائیں گے لیکن اس بجٹ میں مجھے اس قسم کی کوئی چیز نظر نہیں آرہی ہے۔

بیروزگاری کی شرح تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ سرمایہ کاری انتہائی حد تک کم ہوتی جا رہی ہے۔ غربت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر گزشتہ record کو سامنے رکھا جائے تو 05-2004 میں پاکستان ایشیاء کی معیشت میں تیزی سے ترقی کرنے والے ممالک میں تیسرے نمبر پر تھا۔ میں repeat کرتا ہوں۔ 05-2004 میں ایشیائی ممالک میں سے وہ ملک جو معیشت میں تیزی کے ساتھ ترقی کر رہے تھے ان میں پاکستان تیسرے نمبر تھا جبکہ چین اور بھارت پہلے اور دوسرے نمبر پر تھے مگر بد قسمتی سے اس وقت پاکستان کا شمار سب سے آخر میں ہے۔

2007 میں پاکستان میں سرمایہ کاری معیشت کے حجم کی 22.5% تھی جو اب کم ہو کر 13.4% رہ گئی ہے۔ ملکی بچت جو 16.3% تھی اب 9.5% رہ گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں ایک بار پھر امیر طبقے کو taxes سے بچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ سارا بوجھ یعنی زیادہ بوجھ غریب پر ڈال دیا گیا ہے۔ Wealth Tax کے لیے پہلے آمدنی کی حد 5 لاکھ تھی اب اس کو 10 لاکھ کر دیا گیا ہے۔ امیر بچے گا، غریب نہیں بچے گا۔-------(Followed by T15)-------

T15-14Jun-2011 Er-11 Time 1.20 Mahboob Khan/Ed. Mubashir

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو---

ویلتھ ٹیکس کے لیے پہلے آمدنی کی حد پانچ لاکھ تھی، اب اس کو دس لاکھ کر دیا گیا۔ امیر بچے گا، غریب نہیں بچے گا۔ اکتیس ارب کا نیا General Sales Tax and Federal Exise Tax کے ذریعے یہ ٹیکس وصول کیے جائیں گے جو غریب عوام کو دینے پڑیں گے۔ زراعت پر لگایا گیا جنرل سیلز ٹیکس سے پینتیس ارب روپے اور جو زراعت کے لیے کیڑے مار ادویات ہوتی ہیں ان سے دو ارب روپے، پٹرول سے سات ارب روپے حاصل کیے جائیں گے اور یہ سب کچھ غریب آباد کاروں سے لیا جائے گا۔ اس کا بوجھ غریب عوام پر پڑے گا۔

میں اس طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں سروسز ٹیکس کی مد میں وفاق کی جانب سے رقومات نہ ملنے کے باعث دو سالوں میں میرے صوبہ سندھ کو تینتالیس ارب نوے کروڑ روپے کا خسارہ ہوا، میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں services

tax کی مد میں سندھ کے لیے % 58 کی جگہ % 26.31 کے حساب سے رقم رکھی گئی ہے جو سندھ کے ساتھ کھلی نا انصافی ہے۔ انصاف ہونا چاہیے۔ میں اہلیان سندھ کی جانب سے انصاف کا متمنی ہوں اور التماس کرتا ہوں کہ سندھ کے ساتھ انصاف کیا جائے۔

جناب والا! مالیاتی ایوارڈ، جس کو آپ NFC Award کہتے ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے مالیاتی ایوارڈ کے تحت پنجاب کو پانچ کھرب، چھہتر ارب روپے ملیں گے اور سندھ کو تین کھرب اور چوبیس ارب روپے ملیں گے۔ وفاق کو سب سے زیادہ ٹیکس سندھ دے رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سومرو صاحب، ذرا اختصار سے کام لیں کیونکہ میں نے آپ کو دو، تین دوستوں کا وقت دے دیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: اگرچہ، سات دنوں میں کوئی نہیں بولتا تو مجھے تو بولنے دیں۔ اگر آپ برداشت نہیں کریں گے تو کون برداشت کرے گا۔ ابھی میں نے ایک چوتھائی حقائق بھی پیش نہیں کیے بہرحال میں مختصر کر رہا ہوں۔ مالیاتی ایوارڈ کے ذریعے پنجاب کو پانچ کھرب اور چھہتر ارب روپے ملیں گے جبکہ سندھ کے لیے تین کھرب اور چوبیس ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں اس پر بھی احتجاج کرتا ہوں۔ وفاق پاکستان کو سندھ سب سے زیادہ taxes فراہم کر رہا ہے۔ تیل، گیس اور کوئلے کے سب سے زیادہ ذخائر سندھ میں ہیں تو پھر اس کے مطابق ہمیں ہمارا حق ملنا چاہیے۔ ہمیں حق نہیں مل رہا۔ آپ جرگہ بٹھائیں، شریعت کے حوالے سے ہم جرگہ کرنے کے لیے تیار ہیں، اخلاقی بنیادوں پر جرگہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جو کچھ ہم دے رہے ہیں، اس پر جرگہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ سندھ کے ساتھ گزشتہ ادوار میں بھی نا انصافی ہوئی اور اب بھی نا انصافی ہو رہی ہے۔ اس کا ازالہ ہونا چاہیے۔

وفاقی سرکار نے خدمات پر GST کی وصولی کے اختیارات اپنے پاس رکھے ہیں حالانکہ 2007 میں NFC Award میں خدمات پر GST کی وصولی کے اختیارات صوبوں کے حوالے کیے گئے تھے۔ میں اس پر بھی احتجاج کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ دو فیصد اشرافیہ اور امیر طبقے کو راضی رکھنے کا بجٹ ہے اور ۹۸ فیصد غریب طبقے کو کچلنے کا بجٹ ہے۔

امن و امان کی صورت حال کو بہتر بنائیں اور جب تک امن و امان کی صورت حال بہتر نہیں ہو گی تو پھر ہماری معیشت بھی نہیں سنبھلے گی۔ خروٹ آباد والا واقعہ، کراچی میں جہاں ایک نوجوان کو بے دردی سے مارا گیا، وہ چیخ رہا ہے اور جان کی بھیک مانگ رہا ہے، وہ فلمیں آپ نے بھی دیکھی ہوں گی، دل خراش مناظر ہیں۔ ابھی یہ ڈاکٹر کا واقعہ، پھر ہمارے صحافی بھائیوں کا واقعہ۔ اندرون سندھ میں جو

قبائلی جھگڑے ہیں، کراچی میں جو target killings ہیں لیکن میں سانگھڑ میں گزشتہ دنوں بے دردی سے مارے جانے والے ان چار نوجوانوں کو بھی بھلا نہیں سکتا، سرائی قربان کھاوڑ، روپلو کولیانی، ماخات جکرانی، نورالحق کندیو، جن کو سرعام مارا گیا، گولیوں سے چھلنی کرنے کے بعد کیمیکل پھینکے گئے اور ان کو جلادیا گیا۔ میں نے یہاں پر تحریک پیش کی تھی، یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ انصاف کیا جائے گا لیکن کچھ نہیں ہوتا۔ کراچی میں نوجوان موٹر سائیکلوں پر گھوم رہے ہیں، سات، آٹھ، دس، دس موٹر سائیکلوں پر دندناتے پھر رہے ہیں، ان کے پاس جدید ہتھیار ہیں، automatic weapons ہیں جس کو چاہیں مار دیں اور اس طرح لوگوں کا شکار کر رہے ہیں جس طرح جنگل کے جانوروں کا شکار کیا جاتا ہے۔ میرے صوبے میں تو قانون نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ کیا سندھ وفاق کا حصہ نہیں ہے؟ کیا وفاق پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ پھر میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ کراچی میں مخصوص علاقوں کو نوازا جاتا ہے، دیہی علاقوں کو وہاں بھی نظرانداز کیا جاتا ہے۔ آپ جائیں ملیر کے علاقوں کی حالت کو دیکھیں، لیاری کا علاقہ دیکھیں، ملیر کے مضافاتی علاقے دیکھیں جو کچی آبادیاں ہیں ان بچاروں کے پاس کچھ بھی نہیں اور مجھے اس پر بھی تعجب ہے کہ جب سے یہ بجٹ آیا ہے روزانہ اخبارات میں قدآدم اشتہارات دیے جا رہے ہیں، عوامی بجٹ، عوامی حکومت، اس پر کتنا خرچہ ہوتا ہے، یہ پیسے آپ غریبوں پر خرچ کریں۔

جناب والا! میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ وزیر خزانہ نے جو بات کہی ہے کہ ہماری آبادی اٹھارہ کروڑ ہے جبکہ ٹیکس دینے والا اٹھائیس لاکھ افراد ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت نے ایسے افراد کے بارے میں مستند معلومات جمع کرائی ہیں جو پوش علاقوں میں رہتے ہیں، جن کے بڑے بڑے محلات ہیں، بڑے بڑے بنگلے ہیں، luxury گاڑیاں استعمال کرتے ہیں، ان کا ٹھیک ٹھاک bank balance ہے، قیمتی اثاثوں کے مالک ہیں لیکن ان تمام نعمتوں کے باوجود وہ حکومت کو ایک دمڑی بھی ٹیکس کے مد میں ادا نہیں کرتے۔ وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ ہم ایسے لوگوں سے ٹیکس وصول کریں گے۔ اگر یہ ہوتا ہے تو ایک اچھا اقدام ہے میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب والا! میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ بند صنعتوں کو چلانے کے لیے کوئی حکمت عملی بنائی جائے۔ میں نے ایک تجویز دی تھی جو میں نے ان پانچ سالوں میں ہمیشہ دی ہے اور آج پھر اس کو میں آپ کی وساطت سے اس فلور پر لانا چاہتا ہوں کہ ایک ایسا غیر جانبدار اقدام کریں جس پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ جس طرح مختلف مدات میں آپ نے کام شروع کیا ہوا ہے لیکن وہاں پر اعتراضات ہو رہے ہیں کہ اپنوں کو نوازا جا رہا ہے چاہے وسیلہ حق پروگرام ہو، چاہے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہو، چاہے

کوئی اور پروگرام ہو، میری یہ تجویز تھی جو میں ہر سال دیتا آیا ہوں کہ یہ اعلان کیا جائے اگر حکومت یہ اعلان کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ بڑے پیمانے پر اس کا خیر مقدم ہوگا کہ پورے پاکستان میں بلاتفریق ہر post graduate نوجوان کو جو بے روزگار ہے پانچ ہزار روپے ماہانہ دیا جائے گا اور پھر graduate نوجوان کو چار ہزار روپے ماہانہ دیا جائے گا اور اس سے کم پڑھے لکھے نوجوان کو تین ہزار روپے ماہانہ دیا جائے گا

جناب قائم مقام چیئرمین: سومرو صاحب آپ کا شکریہ۔آپ کو بہت وقت دے دیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب والا! میں آخری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا اقتصادی دارالخلافہ کراچی ہے جو سندھ کا دارالحکومت بھی ہے اور صوبہ سندھ ملک کو سب سے زیادہ ٹیکس دینے والا صوبہ ہے اور کراچی ملک کا سب سے بڑا اقتصادی Hub ہے، کراچی جس کو کبھی روشنیوں کا شہر کہا جاتا تھا اب وہ اندھیروں میں ڈوبا ہوا ہے۔ کراچی کو ایک سازش کے تحت بدامنی، قتل وغارت گری، street crime اور target killings کا شہر بنا دیا گیا ہے۔ پورے پاکستان کے کونے کونے سے لاکھوں لوگوں کو روزگار فراہم کرنے والا شہر اب غیر یقینی کی کیفیت میں گھرا ہوا ہے اور وہاں کی صنعتیں جام ہو چکی ہیں، فیکٹریاں بند ہو چکی ہیں، میں التماس کرتا ہوں کہ خاص طور پر ان حالات کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ اگر پاکستان کو ترقی دینی ہے، پاکستان کو خوشحال بنانا ہے تو ملکی ترقی کی راہ میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کرنا ہوگا، قومی وسائل کی لوٹ مار اور تاریخ کی بدترین کرپشن اور اقربا پروری کا راستہ روکنا ہوگا، اغیار سے بھیک مانگنے کا سلسلہ ترک کرکے خود انحصاری کی جانب قدم بڑھانا ہوگا۔ لوٹے گئے قومی وسائل کی وصولی کے لیے بہت بڑا operation کرنا ہوگا۔ اغیار کی امداد سے پاکستان کبھی خوشحال نہیں ہو سکتا۔ غیر ملکی امداد کے نشے نے ہمیں تباہ کر دیا ہے۔ چند ٹکوں کے حصول کے لیے ہم نے اپنے قومی وقار اور غیرت کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ ان تمام پالیسیوں پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو درست دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے، میں نے جو کچھ کہا اللہ تعالیٰ منظور و مقبول فرمائے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر ساجد حسین زیدی صاحب۔

**(مداخلت)**

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب والا! میں کورم point out کر رہا ہوں۔۔۔۔

آگے ٹی ۱۶

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! میں quorum point out کر رہا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: میں نے quorum point out کیا ہوا ہے۔ آپ دیکھ لیجیے جناب۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مرضی کے مالک ہیں۔ Treasury Benches والے خود ہی quorum point out کر رہے ہیں۔ Opposition والے نہیں کر رہے۔ یہ بڑی interesting بات ہے۔ انہوں نے quorum point out کیا ہے۔ محبوب صاحب counting کروائیں اور بتائیں۔ گھنٹیاں بجوائیں۔ ابھی اٹھارہ ممبر ہیں کورم پورا نہیں ہے ۔ گھنٹیاں بجائیں۔ کوئی آتا ہے تو بسم اللہ۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

Mr. Acting Chairman: The quorum is not complete. The House is adjourned to meet tomorrow at 10.30 a.m. in the morning. Have a nice afternoon siesta, *Allah Hafiz*.

------------------

*[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 15th June, 2011 at 10.30 a.m.]*

--------------------